مدارس ومکاتب کے طلبہ وطالبات کے لیے تقریروں کا قیمتی مجموعہ

بچوں کی پیاری تقریریں

حصہ اوّل

جس میں ننھے بچوں کے لیے عبادت، اخلاق
اور معاشرت پر مشتمل اہم اور مختصر تقریریں جمع کی گئی ہیں۔

تالیف
مولانا محمد سالم انظر قاسمی صاحب بھرونوی سیتامڑھی
امام وخطیب کوثر مسجد چنگیری، کرناٹک

مکتبہ حمیدیہ
بھرون، سیتامڑھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدارس و مکاتب کے طلبہ و طالبات کے لئے تقریروں کا قیمتی مجموعہ

بچوں کی
پیاری تقریریں

تالیف

مولانا محمد سالم انظرؔ قاسمی بھرونوی سیتامڑھی

امام و خطیب مسجد کوثر چنگیری داونگرہ کرناٹک

ناشر

مکتبہ حمیدیہ، مقام بھرون، ضلع، سیتامڑھی

تفصیلات

نام کتاب	:	بچوں کی پیاری تقریریں
مولف	:	محمد سالم انظر قاسمی بھرونوی سیتامڑھی مقیم حال چنگیری کرناٹک
صفحات	:	96 موبائل نمبر:09739721048
تعداد	:	گیارہ سو(1100) قیمت:**100**(RS)
ناشر	:	مکتبہ حمیدیہ، مقام بھرون، ضلع سیتامڑھی (بہار)
سن اشاعت	:	رجب المرجب ۱۴۴۲ھ، مارچ 2021ء

ملنے کے پتے

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

مدرسہ فیض عام مدنیہ قاضی محلّہ چنگیری، ضلع داونگیرہ کرناٹک

قاسمی شفاخانہ نزد کوثر مسجد چنگیری

جامعہ مدینۃ العلوم جگولیا، پوسٹ بھلورہ ضلع مظفرپور بہار

جامعۃ الہدیٰ، فیض نورتن، غازی پور بھلہی، سیتامڑھی بہار

فہرست مضامین

عناوین	صفحہ نمبر	عناوین	صفحہ نمبر
پیش لفظ	۴	سلام کی فضیلت	۵۰
توحید باری	۵	صلح کرانے کی اہمیت	۵۲
نبوت ورسالت	۸	مسجد کے فضائل	۵۴
ہمارے نبی ﷺ	۱۰	عدل وانصاف	۵۶
نماز کی فضیلت	۱۲	صدقہ کے فضائل	۵۸
نماز کی اہمیت	۱۴	حضرت لقمان کی نصیحت	۶۰
زکوۃ کی فضیلت	۱۶	حسد کی مذمت	۶۲
روزہ کی اہمیت	۱۸	دغابازی	۶۴
حج کے فضائل	۲۱	کامیابی کے چار اصول	۶۶
رمضان کا منظر	۲۳	محرم الحرام کے فضائل	۶۸
اعتکاف کے فضائل	۲۵	حضرت ابوبکر صدیقؓ	۷۰
شب قدر	۲۷	حضرت عمر فاروقؓ	۷۳
قرآن کی فضیلت	۲۹	حضرت عثمان غنیؓ	۷۶
اسلام اور دہشت گردی	۳۱	حضرت حضرت علیؓ	۷۸
نجات کا واحد راستہ اسلام	۳۴	علم اور علماء کی اہمیت	۸۰
جنگ آزادی اور مسلمان	۳۶	ذکر کے فضائل	۸۲
والدین کے حقوق	۳۸	ابلیس کے دوست ودشمن	۸۴
اولاد کے حقوق	۴۰	اسلام میں عورتوں کا مقام	۸۶
اولاد کی تربیت	۴۲	نبیؐ رحمت سب کے لئے	۸۹
سود کی لعنت	۴۴	قیامت کیا ہے	۹۱
زبان کی حفاظت	۴۶	سنت وبدعت	۹۳
جھوٹ کی مذمت	۴۸	نعت پاک	۹۶

پیش لفظ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین : اما بعد

تقریر وخطابت ایک فن ہے؛ یہ خدا کی طرف سے ایک تحفہ ہے، جسے عطا ہو جاتا ہے وہ عالم پر چھا جاتا ہے اور اپنی زبان کے جادو سے لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتا ہے، قرآن میں ''بیان'' کو احسان کے طور پر ذکر کیا گیا ہے، سورۂ رحمٰن میں ہے ''وعلمہ البیان'' اور حضرت دواؤ علیہ السلام کو جو معجزات دئے گئے تھے ان میں ایک معجزہ ''فیصلہ کن خطاب'' بھی تھا'' و آتینٰہ فصل الخطاب'' جو لوگ اسے اپناتے ہیں وہی آگے چل کر قائدانہ کردار ادا کرتے ہیں، کوئی اسٹیج ہو، کوئی محفل ہو صاحب زبان وہاں ہچکچاتا ہے نہ اس میں خوف پیدا ہوتا ہے، ورنہ عام لوگوں تو پر مائک کے سامنے پہونچنے سے پہلے ہی رعشہ طاری ہو جاتا ہے۔

یہ کتاب تقریباً چالیس چھوٹی چھوٹی تقریروں پر مشتمل ایک حقیر سی کاوش ہے، جس میں طلبۂ مکاتب ومدارس کے ذوق ومزاج کا خیال کرتے ہوئے ؛؛ الفاظ کے آسان انتخاب، سہل موضوعات اور غیر مشکل تعبیرات کے استعمال پر خاص توجہ دی گئی ہے۔

اساتذۂ کرام سے درخواست ہے کہ اس میں جو عربی خطبات ہیں اسی طرح تقریر سے پہلے '' جو خطابی جملے ہیں مثلاً ''محترم بزرگو دوستو'' وغیرہ اس پر زیادہ خیال نہیں کیا گیا ہے آپ طلبہ کے حساب سے اور جلسہ میں موقع ومحل کے اعتبار سے الگ الگ الفاظ وخطبے استعمال کر سکتے ہیں، اسی طرح اشعار کی سیٹنگ بھی آپ اپنے ذوق کے اعتبار سے کر کے بچوں کو عنایت کریں۔

میں کوئی مقرر یا خطیب نہیں ہوں، اس لئے غلطیوں کا امکان یقینی ہے؛ لہذا ناظرین سے درخواست ہے کہ اگر یہ کتاب پسند آئے یا اس سے کوئی فائدہ ہو تو احقر اور اس کے والدین کے لئے صحت ومغفرت کی دعا فرمادیں۔

محمد سالم انظر قاسمی بن حمید الرحمٰن صاحب بھرون، مقیم کوثر مسجد چنگیری کرناٹک۔

توحیداور وجودِ باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍوَّ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ .اَعُوْذُبِا للّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَفَلَمْ یَنْظُرُ وْا اِلَی السَّمَاءِ کَیْفَ بَنَیْنٰھَا وَ زَیَّنّٰھَا وَمَالَھَا مِنْ فُرُوْجٍ:صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

اسٹیج پررونق افروزعلماء کرام،معززسامعین!

میں آپ لوگوں کے سامنے وجود باری اورتوحید خداوندی کے متعلق کچھ دیر اظہارخیال کرنا چاہتا ہوں۔

حضرات: یہ بلند و بالا آسمان، یہ چوڑی چکلی زمین، یہ جگمگاتے ستارے، یہ اونچے اونچے پہاڑ، یہ ہرے بھرے کھیت وکھلیان، یہ حسین سبزہ زار، یہ گہرے سمندر، یہ تیرتی مچھلیاں،اور یہ اڑتی چہکتی چڑیاں کس نے پیدا کیں؟ وہ کونسی ذات ہےجس نے چاندکو چاندنی اورسورج کوشعاعیں بخشیں؟ وہ کون سی ہستی ہےجس نے ستاروں میں جگمگاہٹ، چڑیوں میں چہچہاہٹ، بادلوں میں گھنگھناہٹ، ہواؤں میں سنسناہٹ، پھولوں میں مہک،خوشبوؤں میں دمک، جگنوؤں میں چمک،غنچوں میں چٹک ،کلیوں میں لچک اور بادلوں میں دھمک پیدا کی؟ جس نے خزاں بہار، گل و گلزار، گنگناتے آبشار، دریاؤں میں شور،طوفانوں میں زور،آندھیوں میں تلاطم اور سمندروں میں طغیانی پیدا کی؟۔

ذرا سوچو یہ رات ودن کاوقت پرآنا؛وقت پر چلا جانا،چاندوسورج کا مقررہ وقت پرنکلنا اورڈوبنا، ہواؤں کا چلنا، بارش کا برسنا اوردنیا کے ہرایک نظام کوکون سنبھالے ہوا

ہے؟اوروہ کون سی ذات ہے جو یہ نظام چلارہاہے؟۔

سنو!اورغور سے سنو!وہ ذات اللہ تعالیٰ کی ذات ہے،هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّاهُوَ!وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں،جس کی قدرت عظیم، جس کی طاقت بے مثال،جس کی صفات لازوال،جس کی تخلیق بے نظیر،جوآسمان کو سنبھالے،جوزمین کو پھیلائے،جوسورج کو نکالے،جو چاند کو ڈبائے،جو بارش کو برسائے،جوہواؤں کو چلائے،جو دنیا کا خالق اور ساری انسانیت کا مالک ہے،جو رلاتا اور ہنساتا ہے،جوکھلاتا اور پلاتا ہے،جوسلاتا اور جگاتا ہے، جو پہناتا اور اوڑھاتا ہے،جوموت دیتا اور جلاتا ہے،غرضیکہ دنیا اور دنیا کی ہر ہر چیز کا تن تنہا حاکم و مالک اللہ ہے۔

حضرات!جس طرح دنیا کی کوئی چیز اپنے بنانے والے کے بغیر نہیں بن سکتی ،جس طرح ایک چھوٹا سا مکان بغیر معمار کے تیار نہیں ہوسکتا اور جیسے ایک معمولی کھلونا اس کے بنانے والے کے بغیر نہیں بن سکتا،ٹھیک اسی طرح اس کائنات کا وجود بھی خود سے نہیں ہوا بلکہ اس کا بھی کوئی بنانے والا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

دیکھئے جس طرح ایک کشتی کے دو ملاح نہیں ہوسکتے ،ایک گاڑی کو ایک ساتھ دوڈرائیور نہیں چلاسکتے ،ایک ملک کے دوصدر نہیں ہوسکتے ،اسی طرح اس کائنات کے خالق بھی دو نہیں ہوسکتے، بلکہ اس کا خالق و مالک بھی صرف ایک ہے:لَوْكَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا :یعنی اگرآسمان وزمین میں اللہ کے علاوہ بھی کوئی معبود ہوتا تو اس کا نظام درہم برہم ہوجاتا،آسمان وزمین ٹوٹ پھوٹ جاتے اور عالم میں فساد برپا ہوجاتا،کوئی خدا کہتا ابھی بارش ہوگی ،کوئی کہتا کہ نہیں دھوپ نکلے گی ،کوئی کہتا ابھی ٹھنڈی رہے گی تو کوئی کہتا کہ نہیں ابھی گرمی ہوگی ،

غرضیکہ جب یہ خداؤں کا گروپ خود آپس میں لڑتے تو مخلوقات کا کیا حال ہوتا۔

لہذا ہر مسلمان کو یہ ماننا ضروری ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تن تنہا تمام کائنات اور اس کے ذرہ ذرہ کا مالک ہے ،کوئی اس کی خدائی میں شریک نہیں ،وہی پوری دنیا کا اکیلا مالک ومختار ہے۔

محترم سامعین: جب ہمیں یہ بات سمجھ میں آگئی تو یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ عبادت کا حقدار خدا کے سوا کوئی نہیں ہے ، یہ پیشانی اگر جھکے گی تو صرف خدائے ذوالجلال کے آگے ، یہ سر اگر خم ہوگا تو صرف اللہ رب العالمین کے سامنے ، دنیا کا سب بڑا پاپ اور سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ ہم خدا کے سوا کسی اور کے آگے سر کو جھکائیں ، کسی اور کو اپنا حاجت روا خیال کریں ،مصیبت کے وقت کسی اور کو پکاریں اور دوسروں سے مدد مانگیں۔

لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم ہر حال میں ہر پریشانی میں ہر مصیبت میں صرف اللہ کو پکاریں ،صرف اللہ سے مدد مانگیں اور اسی کو اپنا حاجت روا خیال کریں ، ورنہ ہماری توحید کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا ،اور ہم مسلمان کہلا کر بھی جہنم کے مستحق بن جائیں گے ، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توحید کو سمجھنے اور اس پر جمنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین ، والسلام علیکم

وما علینا الا البلاغ

نبوت ورسالت

حَامِداً وَّ مُصَلِّیاً وَّمُسَلِّماً اَمَّابَعْدُ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَااُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ، کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلائِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ،لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ، صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ:

قابل صد احترام علماء کرام مہمانان ذی وقار!

جب جب دنیا میں فساد برپا ہوا، فتنے پھیلے، بے دینی کی ہوائیں عام ہوئیں، توحید کے بجائے شرک کا غلبہ ہوا، کفر و بدعات نے اپنا سکہ جمالیا، خیر کی کمی ہوئی اور شر کی کثرت ہونے لگی، انسان ہدایت کے بجائے گمراہی میں پھنسنے لگا، حق و باطل کی تمیز مٹنے لگی، زمین پر خدائے واحد کے سوا ہزاروں دیوی دیوتاؤں کی پوجا شروع ہوگئی، مخلوق اپنے خالق حقیقی سے غافل ہوگئی اور انسان اپنا مقصد تخلیق بھول بیٹھا، تب اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اور انھیں سیدھے راستے پر چلانے کے لئے اپنے کچھ مخصوص اور پسندیدہ بندوں کو زمین پر بھیجنے کا سلسلہ جاری فرمایا، جنھیں نبی اور رسول کہا جاتا ہے۔

رسول اور پیغمبر انسان اور بشر ہی ہوتے تھے؛ مگر ان کے صفات فرشتوں کی صفات سے اعلیٰ ہوتے تھے، ان کے کردار و کیریکٹر: اخلاق و اوصاف اور عادت و اطوار پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا، وہ شرافت کے سردار اور جبین انسانیت کے جھومر ہوتے تھے۔

نبی آئے تو اللہ کا پیغام بندوں کو پہونچایا، لوگوں کو توحید سکھلایا، شرک سے بچایا، اچھے اخلاق و تہذیب سکھایا، نیکی کی راہ دکھائی، بدی سے ڈرایا، بھٹکے ہوئے

لوگوں کو خالق حقیقی سے ملایا، حقیقت یہ ہے کہ اگر انبیاء کرام علیہم السلام تشریف نہ لاتے تو انسان گمراہی کی تاریک کوٹھری میں پھنسا ہوا ہوتا اور روشنی کے نام سے بھی واقف نہ ہوتا۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بے شمار پیغمبر بھیجے ہیں، جن کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام آئے، پھر نوح علیہ السلام آئے، ان کے بعد سینکڑوں پیغمبر و رسول آئے جن میں سب سے مشہور پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ ہیں، ان سب کے اخیر میں تمام نبیوں کے سردار، تمام مخلوقات سے افضل، سید البشر، امام المرسلین، شہنشاہ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے، آپ آخری نبی اور آخری رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور قرآن کا یہ اعلان ہے کہ اب آپ کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی یا رسول قیامت تک نہیں آسکتا، آپ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح آپ ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح پچھلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی ایمان رکھنا ضروری ہے، اگر کوئی ان میں سے کسی ایک کو نہ مانے یا کسی ایک کی بھی توہین کرے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا، میں نے خطبہ میں جو آیت کریمہ کی تلاوت کی تھی اس کا یہی معنی و مفہوم ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسالت کا صحیح مفہوم سمجھنے اور اس پر دل و جان سے ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. اَمَّابَعْدُ
:فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ،بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْ لِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ، صدق اللہ العظیم .

حضرات گرامی قدر معزز سامعین : ہم سب کے پیارے نبی حضرت محمد رّسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ورسول ہیں جن کے بعد تا قیامت کسی طرح کا کوئی نبی ورسول نہیں آسکتا، آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو خدا نے رَحمۃٌ لِلْعالمین بنا کر بھیجا اور جب کفر وشرک کے اندھیرے میں انسانیت راہِ حق سے دور ہو چکی تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت کا آفتاب و ماہتاب بنا کر دنیا میں مبعوث کیا، آپ ﷺ کی شان اتنی عالی اور اتنی عظیم ہے کہ اس کی توصیف سوائے خدا کے کوئی بیان نہیں کرسکتا، ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارے اور آپ کے سردار فخر کونین سرورِ عالم شہنشاہِ بطحا' تاجدارِ مدینہ' سیدالکائنات' فخرِ موجودات' احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات گرامی وہ ذات ہے جن کے صدقے میں رب نے کائنات کو وجود بخشا' جن کے وسیلے سے جنت سجی' عرش وفرش بنے' نبیوں کو نبوت ملی' صحابہ کو صحابیت ملی' ولیوں کو ولایت ملی' انسانوں کو انسانیت ملی اور ہم جیسے گناہ گاروں کو دنیا میں ہدایت ملی اور آخرت میں شفاعت کی دولت ملی۔

ہمارا نبی' کون نبی' وہ نبی جس نے تئیس سال کے قلیل عرصے میں دنیا کے نظام کو بدل دیا اور صرف بدلا ہی نہیں ظلم وجہل میں پھنسی انسانیت کو ہدایت کی جاوداں روشنی عطا کی ،قرآن مقدس کی شکل میں خدا کا لازوال پیغام دیا، دنیا کو علم

سے مالا مال کر دیا' عالم کو روشنی سے بھر دیا' ہدایت کی شمع روشن کی' بھٹکتی انسانیت کو سیدھی راہ دکھلائی' گھر گھر دین کا اجالا کیا' کفر کے اندھیرے کو دور کیا' ایمان کی روشنی بکھیری' امن ومحبت کا پیغام دیا' ظالموں کے ظلم کو بند کیا' مظلوموں کو حق دلایا' کمزوروں کو سہارا دیا، دشمنوں کو گلے لگایا' پتھر پھینکنے والوں پر پھول برسائے اور گالیاں دینے والوں کو دعاؤں کا تحفہ دیا۔

حضرات: ہمارے نبی وہی ہیں جن کی تعریف میں خدا نے قرآن نازل کیا، فرشتوں نے جنھیں سلامی دی' رسولوں نے جن کی بشارت دی، توراۃ وانجیل نے جس کی گواہی دی' کنکریوں نے جن کا کلمہ پڑھا' درخت وپیڑ پودے جن کے سامنے جھک گئے' جن کے اشارے پر چاند کے ٹکڑے ہوگئے، جن کے ہاتھ کی ایک جنبش پر ڈوبا سورج پلٹ آیا، جن کی انگلیوں سے پانی کے چشمے ابل پڑے' ہاں ہاں وہ نبی جب بولے تو موتی برسے' لب کھولے تو روشنی چمکے، بات کرے تو نور ٹپکے' مسکرائے تو کلیاں کھل اُٹھیں' ہنسے تو بہار آجائے' چلے تو کائنات چلے اور ٹھہرے تو کائنات تھم جائے' خلاصہ یہ کہ آپ کی تعریف کرنے والوں کی زبان تو تھک سکتی ہے، لکھنے والوں کا قلم تو ٹوٹ سکتا ہے الفاظ کے سمندر تو ختم ہوسکتے ہیں لیکن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح خوانی کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔

نہیں ممکن مگر پھر بھی محمد کی ثنا خوانی

ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات کو عام کیا جائے' آپ کی سیرت کو پھیلایا جائے اور آپ ﷺ کی مقدس سنتوں کا تذکرہ گھر گھر زندہ کیا جائے تاکہ آپ کا پیغام ایک ایک انسان تک پہونچایا جاسکے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین والسلام۔

نماز کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. اَمَّابَعْدُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلَاۃِ.

اسٹیج پر جلوہ فرما علماء کرام اور معزز سامعین! میں آپ کے سامنے نماز کے موضوع پر مختصراً اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں، دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

حضرات: نماز دین اسلام کا دوسرا عظیم ترین ستون اور ایمان کے بعد سب سے پہلا رکن ہے؛ نماز سب سے بڑی عبادت ہے، جس کی زندگی میں نماز ہے اس کی زندگی میں برکت ہے، عزت ہے اور راحت وسکون ہے، نماز اتنی عظیم شئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے سارے احکام زمین پر عطا فرمائے لیکن جب نماز کی باری آئی تو حق تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کو شب معراج میں آسمان پر بلا کر عطا فرمایا، گویا نماز خدا کا قیمتی تحفہ ہے جو اس نے امت محمدیہ کو بخشا ہے۔

محترم سامعین! نماز کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآنِ مجید میں سب سے زیادہ اسی عبادت کا تذکرہ کیا گیا ہے، اور دونوں جہاں کے سردار حضرت مصطفیٰ ﷺ نے اس کی فضیلت کو بار بار بیان فرمایا ہے، چنانچہ ایک جگہ فرمایا کہ: جُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلَاۃِ۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے؛ ایک حدیث میں فرمایا: اَلصَّلَاۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ، نماز دین کا ستون ہے، فرمایا: جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اس کو قائم نہ کیا اس نے دین ہی کو ڈھا دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم کرو

اور جب دس سال کا ہو جائے تو اسے نماز چھوڑنے پر مارو۔

سامعین کرام: نماز چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے، اور فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے اس نے کفر کیا، اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے نماز چھوڑنے والوں کو موت کے وقت کلمہ نصیب نہ ہو اور کفر پر موت آجائے۔ نعوذ باللہ۔

میرے بھائیو! یہ نماز جس طرح دنیا میں عزت کا ذریعہ ہے اسی طرح آخرت میں یہ اہل ایمان کی پہچان ہوگی، نماز کے واسطے وضو کرنے والے کا وہ تمام حصہ جو وضوء میں دھویا جاتا ہے، ان پر نور چمک رہا ہوگا، پھر جب کہ نفسی نفسی کا عالم ہوگا، نافرمانوں کو فرماں برداروں سے الگ کرنے کے لئے سجدے کا حکم دیا جائے گا؛ سب کے سب سجدے میں چلے جائیں گے، مگر وہ لوگ جو نافرمان تھے اور نماز نہیں پڑھتے تھے ان کی کمر میں تختہ لگا دیا جائے گا جس کے سبب وہ سجدہ نہیں کرسکیں گے اس طرح بے نمازیوں کو محشر میں سب کے سامنے ذلیل و خوار ہونا پڑے گا، آیئے عہد کریں کہ آج سے ہم نماز کی پوری پابندی کریں گے ان شاء اللہ۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلاَغُ۔

نماز کی فضیلت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم، اَمَّابَعْدُ :فقد قال اللّٰہُ تعالیٰ

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم : وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ، اُولٰئِکَ هُمْ فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ ، صدق اللّٰہ العظیم .

مہمانان ذی وقار، معزز حاضرین! محترم بزرگو!

میں آپ حضرات کے سامنے نماز کے متعلق چند اہم احادیث شریفہ کا ترجمہ پیش کرنا چاہتا ہوں جن کی روشنی میں ہمیں نماز کی اہمیت معلوم ہوگی اور ہم دل سے اس پر عمل کرسکیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر سب چیزوں سے پہلے نماز فرض کی ہے اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا ،نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرونماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو، آدمی اورشرک کے درمیان نماز کا فرق ہے ،اسلام کی علامت نماز ہے ،حق تعالیٰ شانہ نے کوئی چیز ایمان اور نماز سے افضل فرض نہیں کی ،نماز دین کا ستون ہے،نماز شیطان کا منھ کالا کرتی ہے،نماز مؤمن کا نور ہے،نماز افضل جہاد ہے، جب آدمی نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف پوری توجہ فرماتے ہیں جب وہ نماز سے ہٹ جاتا ہے تو وہ بھی توجہ ہٹالیتے ہیں، جب آسمان سے کوئی آفت اترتی ہے تو مسجد والوں سے ہٹالی جاتی ہے ،اگر نمازی کسی وجہ سے جہنم میں چلا گیا تو آگ اس کے سجدے کی جگہ کو نہیں چھو سکے گی کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے سجدے کی جگہ کو آگ پر حرام کردیا ہے، جنت کی کنجیاں نماز ہے،نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہے جیسے سر کا درجہ بدن

میں،نماز دل کا نور ہے جو اپنے دل کو نورانی بنانا چاہے وہ بنالے۔

حضرات! آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان جب تک پانچوں نماز کا اہتمام کرتا رہتا ہے شیطان اس سے ڈرتا رہتا ہے اور جب وہ نماز میں کوتاہی کرنے لگتا ہے تو شیطان کو اس پر جرأت ہوجاتی ہے اور اس کے بہکانے کی کوشش کرنے لگتا ہے ،جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الٰہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے ،جو شخص صبح کی نماز کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے اور جو بازار کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہوتا ہے۔

محترم سامعین! ان احادیث شریفہ کے بعد اخیر میں ایک بہت بڑے عالم حافظ ابن قیّم جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی بات سناتا چلوں وہ اپنی کتاب زادالمعاد میں لکھتے ہیں کہ نماز روزی کو کھینچنے والی ہے صحت کی محافظ ہے، بیماریوں کو دور کرنے والی ٗدل کو تقویت پہونچانے والی ہے، چہرہ کو خوبصورت اور منور بنانے والی ہے، جان کو فرحت پہونچاتی ہے، اعضاء میں نشاط و چستی پیدا کرتی ہے، کاہلی و سستی کو دفع کرتی ہے، شرح صدر کا سبب ہے روح کی غذا ہے دل کو منور کرتی ہے، اللہ کے انعام کی محافظ ہے، عذاب الٰہی سے حفاظت کا سبب ہے، شیطان کو دور کرتی ہے اور رحمان سے قُرب یعنی نزدیکی پیدا کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو نماز کا خوب اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین والسلام۔

زکوۃ کی فضیلت واہمیت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ : فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ،صدق الله العظيم .

حضرات گرامی معزز سامعین، اسٹیج پر رونق افروز علماء کرام!

آج کی اس مبارک محفل میں میں زکوۃ کے موضوع پر تھوڑی دیر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرات! زکوٰۃ اسلام کا تیسرا اہم ترین رکن ہے جو ہر اس مسلمان پر فرض ہے جو صاحب نصاب ہو یعنی جس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر مال تجارت یا روپے پیسے ہوں، جس پر ایک سال گزر چکا ہو اور وہ اس کی ضرورت اور قرض وغیرہ سے زیادہ ہو، زکوٰۃ اسی طرح فرض ہے جس طرح نماز فرض ہے جیسے دیگر ارکان اسلام کا منکر کافر ہے اسی طرح زکوۃ کا انکار کرنے والا بھی کافر ہے اور جو شخص فرض جانتے ہوئے مال ہونے کے باوجود زکوۃ نہیں دیتا یا سستی کرتا ہے ایسا شخص فاسق وفاجر اور خدا کا بڑا نافرمان ہے۔

حضرات! قرآن کریم میں متعدد مقامات پر زکوٰۃ کی فرضیت بیان کی گئی ہے اور اکثر جگہوں پر نماز کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا گیا ہے، ارشاد باری ہے: وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ : نماز قائم کرو اور زکوۃ دو ، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، جب وہ یہ کام کریں گے تو وہ مجھ سے اپنے خون

اوراموال محفوظ کرلیں گےسوائے اسلام کےحق کےاوران کاحساب اللہ پر ہوگا۔

حضرات ! زکوۃ کیا ہے؟ زکوٰۃ ہمارے مال کی صفائی کا ذریعہ ہے، دلوں سے گندگی ختم کرنے کا تریاق ہے،زکوٰۃ دینے سے تجارت میں برکت ہوتی ہے، مال کی محبت کم ہوتی ہے،انسانی مزاج سے بخیلی وکنجوسی دور ہوتی ہے،غریبوں کےساتھ ہمدردی کا موقع ملتا ہے،کمزوروں اورضرورت مندوں کی مدد ہوتی ہے، دولت صرف ایک طبقہ کے پاس نہیں رہتا بلکہ اس کا فائدہ دوسروں کوبھی ہوتا ہے،،حقیقت یہ ہے کہ زکوٰۃ اسلام کا ایک ایسا شاندار اور بہترین نظام ہے کہ اگر مسلمان اسے صحیح طریقے سے ادا کرنے لگے تو معاشرے میں کوئی غریب باقی نہیں رہے گا اور پورا سماج بھیک مانگنے کی بیماری سے پاک ہوجائے گا۔

محترم سامعین: اللہ تعالیٰ نے جس طرح زکوٰۃ دینے والے کی تعریف فرمائی ہے اسی طرح زکوٰۃ نہ دینے والوں پر سخت وعید نازل فرمائی ہے قرآن کے سورہ توبہ آیت ۳۴/۳۵ میں ہے: وہ لوگ جوسونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی وعید سنادیجئے،جس دن اسے جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھراس کے ذریعے اس کی پیشانی کو پہلوکواوراس کی پیٹھ کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا یہ وہی مال ہے جس کوتم اپنے لئے جمع کرتے تھے پس جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قیامت کے دن مال کو ایک گنجا اور خطرناک زہریلے سانپ کی شکل میں بدلا جائے گا جوزکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے جسم سے لپٹ جائے گا اوراس کی پیشانی پرڈستے ہوئے کہے گا میں تیراخزانہ ہومیں تیرامال ہوں،اس لئے بھائیو! جب اللہ نے دیا ہےتو خوشی سے اللہ کے راستے میں خرچ کیجئے ،اور یہ سوچیئے کہ جب اللہ دینے والا ہےتو ڈرکس بات کا، اللہ تعالیٰ ہمیں زکوۃ کی حقیقت کوسمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔وما علینا الا البلاغ

روزہ کی اہمیت

نَحمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلیٰ رَسوُلِهِ الکَرِیمِ مُحَمَّدٍوَّ اٰ لِهِ وَصَحبِهِ اَجمَعِینَ،قال اللّٰهُ تعالیٰ : یٰاَ یُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ، صدق اللّٰهُ العظیم.

حضرات سامعین،معزز حاضرین!

روزہ اسلام کا چوتھا اہم ترین رکن ہے جو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر فرض فرمایا ہے، روزہ کو عربی میں صوم کہتے ہیں جس کا معنی ہے عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے ،عورتوں سے مجامعت اور دوسری روزہ توڑنے والی چیزوں سے اپنے آپ کو روکے رکھنا، ہر وہ بالغ مرد وعورت جو بیمار ومسافر نہیں ان تمام پر روزہ رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے،ارشاد ربانی ہے:یٰاَ یُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ(البقرہ: ۱۸۳).

ترجمہ: اے ایمان والو!تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا،اس توقع پر کہ تم روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ متقی بن جاؤ۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ اَبْوَابٍ مِنهَا بَابٌ یُسَمَّی الرَّیَّانَ لَایَدْخُلُه' اِلَّا الصَّائِمُوْنَ ،جنت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازے کا نام ریّان ہے جس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے(مشکوٰۃ:۱۸۶۱بحوالہ: بخاری ومسلم)۔

ایک جگہ آپ ﷺ نے فرمایا: وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ ، روزے دار کے منھ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو

سے زیادہ پسندیدہ ہے۔(مشکوۃ:۱۸۶۳،بحوالہ بخاری شریف ۱/۲۵۵،مسلم شریف ۱/۳۶۲)۔

محترم سامعین!.....روزہ دراصل خدائے پاک کی جانب سے عظیم تحفہ ہے جو بے شمار فوائد کا حامل ہے، جسمانی اعتبار سے روزہ جسم میں پیدا ہونے والی بہت سی بیماریوں کو دور کرتا ہے، معدے کی غلاظت کو صاف کرتا ہے، آنتوں کی خرابی کو درست کرتا ہے، روزہ موٹاپے اور کولیسٹرول کا دشمن ہے، وہیں روزہ روحانی اعتبار سے ہمیں صبر سکھاتا ہے، برداشت کی طاقت پیدا کرتا ہے، گناہوں سے بچنے اور اس سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت بخشتا ہے، روزہ ہمیں تقویٰ پرہیز گاری اور نیکیوں کی راہ دکھلاتا ہے، روزہ ہمیں عدل ومساوات کا سبق دیتا ہے، رحم کا جذبہ بیدار کرتا ہے، زبان اور نگاہ پر کنٹرول کرنے کا طریقہ سکھاتا ہے، بھوکے رہ کر غریبوں کے دکھ درد کو سمجھنے کا موقع دیتا ہے، اور سب سے بڑی بات یہ کہ بھوکے پیاسے رہ کر اور نفسانی خواہشات وشہوانی لذات سے بچنے کی وجہ سے ایک گونہ فرشتوں جیسی عادات حاصل ہوتی ہے اور خدا کی صفت کہ وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اس کی مشابہت پیدا ہوتی ہے جو یقیناً خدا کو بہت پسند ہے، یہی وجہ ہے حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ: اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ: روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں۔

حضرات: جیسا کہ آپ نے ابھی روزے کے فوائد سنے لیکن اس کے لئے ضروری ہے ہم روزے میں ہر قسم کے گناہوں سے بچیں، اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت اور گالی گلوچ سے بچائیں ورنہ ہمارا روزہ بیکار ہوجائے گا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّی امْرُؤٌ صَائِمٌ: یعنی روزہ (گناہوں سے اور جہنم سے بچنے کا) ڈھال ہے، جب تم میں سے کوئی روزہ سے ہو تو اپنی زبان سے بُری

بات نہ نکالے اور شور شرابہ نہ کرے اگر کوئی اسے بُرا بھلا کہے یا جھگڑا کرے تو یہ جواب دیدے کہ میں روزہ دار شخص ہوں (مشکوۃ:۱۸۶۳، بحوالہ بخاری شریف ۲۵۵/۱، مسلم شریف ۱/۳۶۳)۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا: كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَّيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الظَّمَأُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَّيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهْرُ : بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں روزہ سے سوائے پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے رات کو قیام کرنے والے ایسے ہیں جنہیں سوائے رات جاگنے کے کچھ نہیں ملتا (مشکوۃ :۱۹۱۶، بحوالہ: دارمی)۔

لہذا ہمیں روزہ کو روزے کی طرح رکھنا چاہئے، نماز، تلاوت، اور ذکر واذکار کے ساتھ روزہ گزارنا چاہئے، دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سے روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، وماعلینا الا البلاغ .

حج کے فضائل

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلیٰ رَسُولِہِ الکَرِیمِ مُحَمَّدٍوَّ اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ اَجمَعِینَ،قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم : مَنُ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمُ یَرُفَثُ وَلَمُ یَفُسُقُ رَجعَ کَیَوُمٍ وَلَدَ تُہُ اُمّہ'.

حضرات گرامی قدر، بزرگو دوستو! حج اسلام کا پانچواں عظیم الشان اور اہم ترین رکن ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر اس مسلمان بالغ مرد وعورت پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض کیا ہے جو حج کی استطاعت رکھتے ہوں۔

حضرات! حج ایک عاشقانہ عبادت ہے جس میں بندہ اپنے رب کے لئے اپنی جان و مال اور وقت سب کی قربانی پیش کرتا ہے، رب کی رضا جوئی میں بلاخوف ذوق و شوق سے دور دراز کا سفر برداشت کرتا ہے، کفن کی طرح دو چادر میں لپٹ کر دیوانہ وار خانۂ کعبہ کا طواف کرتا ہے، کبھی صفا و مروہ کی سعی کرتا ہے تو کبھی زمزم پیتا نظر آتا ہے کبھی اپنے بالوں کو کاٹ کر رب کی محبت کا ثبوت پیش کرتا ہے، تو کبھی منیٰ میں دیوانوں کی طرح رات گزارتا ہے، کبھی عرفات میں رب کائنات سے راز و نیاز کرتا ہے تو کبھی مزدلفہ میں رب کی رضا ڈھونڈتا ہے اور کبھی محبت الٰہی میں سرشار راستے میں رکاوٹ بننے والے ہر شیطان پر کنکر برساتا ہے، گویا حج محبت خداوندی کا ایسا انداز ہے جس میں عبادت کے تمام گوشے سمٹ جاتے ہیں، راز و نیاز کے تمام انداز جمع ہوجاتے ہیں اور انابت ورجوع الی اللہ کے تمام راستے یکجا ہوجاتے ہیں، بندہ سچ مچ عشق الٰہی میں ڈوب جاتا ہے اور

جب اس کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو بارگاہ نبوت سے یہ خوشخبری ملتی ہے: مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمّه "یعنی جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لئے اس طرح حج کیا کہ اس میں نہ تو بدزبانی و بدکلامی کی، نہ ہی کسی قسم کی نافرمانی کی تو وہ حج سے ایسی حالت میں لوٹے گا جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے جنا گیا ہو۔ ایک جگہ فرمایا گیا: حج مقبول کا بدلہ تو جنت ہی ہے۔

حضرات! بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج کل بہت سے مسلمان حج فرض ہونے کے باوجود حج ادا نہیں کرتے، طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں، کبھی کسی کی شادی کی، کبھی گھر بنانے کی تو کبھی تجارت کی اس طرح بہت سے لوگ تو دنیا ہی سے چلے جاتے ہیں اور جو لوگ حج کرتے بھی ہیں تو وہ غفلت کے سبب اپنی عمر کے اس دور کو پہونچ جاتے ہیں جب حج کے ارکان صحیح سے ادا کرنا مشکل ہو جاتے ہیں، وہ تمام لوگ جو سستی سے یا بلا عذر حج سے غفلت کرتے ہیں کان کھول کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی سن لیں، آپ نے فرمایا: جس شخص کو حج سے کوئی ظاہری رکاوٹ نہ ہو، یا کسی بیماری کا مسئلہ یا حکومت کی طرف سے رکاوٹ نہ ہو اس کے باوجود وہ حج نہیں کرتا تو اسے چاہئے کہ یہودی ہو کر مر جائے یا نصرانی ہو کر، (دارمی، مشکوۃ حدیث: ۲۴۱۹)۔

ذرا سوچیے حضور جو امت پر نہایت شفیق و مہربان ہیں وہ حج کو جان بوجھ کر چھوڑنے والوں سے کس قدر ناراض ہیں، لہذا ہمیں چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ سہولت پیدا کردیں تو پہلی فرصت میں حج کی ادائیگی کا اہتمام کریں، ہمیں ذہن میں یہ بات بٹھا لینی چاہئے کہ حج یا عمرے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے غربت کو دور کردیتا ہے، حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ حج و عمرہ تنگدستی اور گناہوں کو ایسے ختم کرتا ہے جیسے بھٹی کی آگ لوہے سے زنگ کو ختم کردیتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

رمضان کا منظر

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلیٰ رَسُولِہِ الکَرِیمِ مُحَمَّدٍوَّ اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ اَجمَعِینَ،قال تعالیٰ شَھرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنزِلَ فِیہِ القُراٰنُ ھُدیً لِلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الھُدیٰ وَالفُرقَانِ.فَمَن شَھِدَ مِنکُمُ الشَّھرَ فَلیَصُمہُ: صدق اللّٰہ العظیم .

محترم حضرات، سامعین کرام، اور باوقار اہل مجلس!

رمضان کا مقدس مہینہ آچکا ہے، وہی رمضان جس میں قرآن جیسا عظیم الشان کلام نازل کیا گیا، وہ دیکھو آسمان کے فرشتے زمین پر جوق در جوق اتر رہے ہیں، شیاطین اور شرکش جنوں کو قید کیا جارہا ہے، جنت سجائی جارہی ہے، حوریں خوشیوں کا ترانہ گنگنا رہی ہیں، جنتی درختوں کے پتے آپس میں بج رہے ہیں، خالی مسجدیں آباد ہورہی ہیں، گلی گلی میں مسلمان نظر آرہے ہیں، اذان ہوتے ہی لوگ مسجد کی طرف دوڑے چلے جارہے ہیں اور جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو یوں لگتا ہے کہ مسجدوں میں انسان نہیں فرشتے سجدہ کررہے ہیں۔

ایک طرف مسجدوں میں خوبصورت قالین اور پاک وصاف فرش بچھائے جارہے ہیں تو دوسری طرف بجلی کے قمقمے آنکھوں کو دعوت نظارہ پیش کرتے ہیں، ذکر وتسبیح کی مقدار بڑھتی نظر آرہی ہے اور ہر جانب قرآن مقدس کی تلاوت کانوں میں رس گھول رہی ہے۔

یہ دیکھئے تراویح ہورہی ہے کتنا پرکیف منظر ہے، کیا بوڑھے اور کیا جوان سب ذوق وشوق سے نماز پڑھ رہے ہیں، عام دنوں میں جن پر ایک رکعت بھی ایک

پہاڑ ہوا کرتا تھا آج کس لگن سے بیس رکعت پڑھتے نظر آرہے ہیں، تراویح ختم ہوئی گھر آئے، تھوڑی دیر نیند کا مزہ لیا ہی تھا کہ سحری کا اعلان شروع ہوگیا، خدا کا کیا پیارا نظام ہے، بندوں سے کیسی محبت ہے کہ ایک طرف روزہ رکھنے کا حکم دیا تو دوسری طرف کہ کہیں میرے بندے کو تکلیف نہ پہونچ جائے سحری کا مزیدار نظام دیا فرمایا: کھاؤ پیو یہ تمہارا کھانا پینا بھی میری عبادت ہے۔

یہ لو سحری کھا کر روزہ رکھا، دن گزرا پھر شام ہوگئی، افطاری کا وقت قریب آرہا ہے، رنگ برنگ کے کھانے کی خوشبوئیں دل کو باغ باغ کر رہی ہیں، ادھر سورج ڈوبا اور مؤذن نے روزے کھولنے کا اعلان کردیا، کتنا دلکش ہے یہ افطاری کا نظارہ، کیسی خوشی نصیب ہوتی ہے، حضور علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے ''روزہ داروں کے لئے دو خوشی ہے، ایک افطار یعنی روزہ کھولتے وقت دوسرا جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔

حضرات: رمضان کا اتنا حسین منظر کس لئے دیا گیا، شیاطین کو کیوں قید کیا گیا اس لئے تا کہ اس ماہ مقدس میں ہم اپنے رب کو راضی کر سکے اور کوئی ہمیں محبت خداوندی سے دور کرنے والا نہ ہو، اسی لئے تو حضور نے فرمایا ہے: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَاِحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ وَمَا تَأَخَّرَ یعنی جس شخص نے رمضان کا روزہ ایمان اور ثواب کی نیت سے رکھا تو اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

لہذا ہمیں چاہئے کہ ماہ رمضان کی صحیح قدر کریں اور پورا مہینہ عبادت و ریاضت کے ساتھ گزارنے کی کوشش کریں۔ وما علینا الا البلاغ۔

اعتکاف کے فضائل

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ : فَقَدْ قَالَ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فِی الْمُعْتَکِفِ: ھُوَ یَعْتَکِفُ الذُّنُوْبَ وَیَجْرِیْ لَہٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ کُلِّھَا،(مشکوٰۃ شریف:۲۰۰۶،بحوالہ ابن ماجہ)۔

محترم حضرات،معزز حاضرین!

میری تقریر کا عنوان ہے اعتکاف: اعتکاف کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کی نیت سے پنج وقتہ نماز ہونے والی مسجد میں عبادت کی نیت سے رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ٹھہرنا، اعتکاف رمضان کا خاص عمل اوراہم ترین سنت ہے، یہ اتنا اونچا عمل ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بہت اہتمام فرماتے تھے ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ رمضان کے اخیر عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ اپنے رب کے پاس چلے گئے، پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں(بخاری ومسلم ،مشکوٰۃ:۱۹۹۶)

محترم حضرات: حدیث پاک میں اعتکاف کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے:مَنْ اعْتَکَفَ یَوْماً ابْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ جَعَلَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّارِ ثَلٰثَ خَنَادِقَ اَبْعَدَ مِمَّا بَیْنَ الْخَافِقَیْنِ، جوشخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کے رضا کی واسطے کرتا ہےتو حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرمادیتے ہیں جن کی مسافت آسمان وزمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ ہے(کتاب المسائل۱۸۰/۲بحوالہ:ترغیب وترہیب۹۶/۲)۔

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معتکف کے بارے میں فرمایا کہ: معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے اتنی ہی نیکیاں لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کے لئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ: مَنِ اعْتَكَفَ عَشْراً فِيْ رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَعُمْرَتَيْنِ ، جس شخص نے رمضان المبارک کے دس دنوں کا اعتکاف کیا اس کو دو حج اور دو عمرے کا ثواب عطا کیا جائے گا (حوالہ بالا)۔

محترم بزرگو! اعتکاف کے فوائد کیا ہیں: اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنا ہے، معتکف گویا خود کو خدا کے لئے وقف کر دیتا ہے، اعتکاف کی حالت میں اسے ہر وقت نماز کا ثواب ملتا ہے کیوں کہ اعتکاف سے اصل مقصود یہی ہے کہ معتکف ہر وقت نماز اور جماعت کے انتظار اور اشتیاق میں بیٹھا رہے، اعتکاف کی حالت میں معتکف فرشتوں کی طرح ہر وقت عبادت اور تسبیح و تقدیس میں رہتا ہے، معتکف اللہ تعالیٰ کا پڑوسی بلکہ اس کے گھر میں مہمان ہوتا ہے، اعتکاف کرنے والے کو شب قدر کی دولت نصیب ہوتی ہے، اور جسے یہ دولت مل جائے اس کے کیا کہنے ہیں۔

حضرات گرامی: اعتکاف کی اتنی اہمیت کے باوجود کیا یہ افسوس ناک بات نہیں ہے کہ مسلمانوں کی آبادی کی آبادی اعتکاف سے خالی نظر آتی ہے، حالاں کہ رمضان کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی بستی کے چند لوگوں کا اعتکاف کرنا ضروری ہے، اگر کوئی بستی اعتکاف سے خالی رہ گئی تو وہ پوری بستی گنہ گار ہوگی، لہذا اس سلسلے میں ہر مسلمان کو فکر کرنی چاہئے کہ نہ زندگی کا کچھ بھروسہ ہے نہ آئندہ کا پتہ، دعا ہے اللہ پاک ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ

شب قدر

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ : فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ : صدق الله العظيم .

قابل صد احترام علماء کرام، معزز حاضرین!

رمضان المبارک برکتوں کا خزینہ ہے، اس مہینے میں ہر آن خدائی رحمت کی برسات ہوتی ہے، عام دنوں میں گنہ گار خدا کے دروازے پر جاتا ہے، مگر رمضان میں خدا کی رحمتیں ہر گناہ گار کے دروازے پر پہونچتی ہیں، انھیں جھنجھوڑتی ہے، توبہ کا موقع فراہم کرتی ہے، اسی مہینے میں ایک رات شب قدر کہلاتی ہے، شب قدر وہ عظیم الشان رات کا نام ہے جس میں خدائے پاک اپنی بے پناہ رحمتیں بارشوں کی طرح برساتا ہے، مغفرت کے ہزار سامان اپنے گنہ گار بندوں تک پہونچاتا ہے۔

جس رات شب قدر ہوتی ہے اس رات میں سورج غروب ہوتے ہی یہ آواز لگائی جانے لگتی ہے: ہے کوئی خطا کار جو مجھ سے معافی مانگے اور میں اسے معاف کردوں، ہے کوئی بخشش کا طلبگار جو مجھ سے مغفرت چاہے اور میں اسے بخش دوں، ہے کوئی رزق کا چاہنے والا جو مجھ سے روزی مانگے اور میں اسے عطا کردوں، ہے کوئی دولت کا لینے والا جو مجھ سے مانگے اور میں اسے نواز دوں، یہ سلسلہ صبح صادق تک جاری رہتا ہے ، قرآن پاک نے اس کا کیا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے: اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ : بے شک ہم نے قرآن کو

شب قدر میں نازل کیا ہے اور کیا آپ جانتے ہیں وہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس میں فرشتے اور روح القدس یعنی جبریل جلوہ فرما ہوتے ہیں، یہ سلامتی کی رات ہے جس کا سلسلہ طلوع فجر تک رہتا ہے۔

حضرات: شبِ قدر امت مسلمہ کے لئے تحفہ ہے، پچھلی امتوں کی عمریں بہت لمبی ہوتی تھیں جس کی وجہ سے وہ عبادتوں کی کثرت کرلیا کرتے تھے اِس امت کی عمر مختصر ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے شب قدر عطا فرما کر وہ احسان فرمایا کہ جو بندہ اس رات میں عبادت کر لے وہ پچھلی امتوں کی اسّی سالہ عبادت پر بازی لے جائے گا، اس رات میں حضرت جبریل علیہ السلام بے شمار فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اترتے ہیں، ایک جھنڈا خانہ کعبہ پر گاڑ دیتے ہیں اور سوائے گندی جگہوں کے پوری دنیا میں پھیل جاتے ہیں اور ہر اس مؤمن سے ملاقات ومصافحہ کرتے ہیں جو عبادتوں میں مصروف ہوتا ہے، اس رات میں سوائے مشرک، کینہ پرور، اور شرابی کے سب کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

شب قدر رمضان کے اخیر کی دس طاق راتوں میں سے کسی رات میں ہے لیکن وہ خاص رات کونسی ہے اس کی تعیین بھلا دی گئی ہے، زیادہ مشہور ستائیویں رات ہے مگر صحیح یہ ہے کہ وہ کسی بھی رات میں ہوسکتی ہے؛ لہذا شب قدر سے محبت رکھنے والوں کو چاہئے کہ رمضان کے آخری پورے دس راتوں کو عبادت کے ساتھ گذارے۔

شب قدر میں خاص طور یہ دعا خوب پڑھنی چاہئے: اَللّٰھُمّ اِنّکَ عَفُوٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (ترجمہ: اے اللہ بے شک آپ بہت درگذر کرنے اور معاف کرنے کو پسند فرمانے والے ہیں لہذا ہمیں معاف فرما)۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شب قدر کی دولت سے مالا مال فرمائے، آمین۔

وما علینا الا البلاغ

قرآن کی فضیلت

حامداً و مصلیاً و مسلماً امابعد : قال النبی ﷺ : خیر کم من تعلم القرآن و علمه .

سامعین گرامی : قرآن کریم دنیا کی مقدس ترین کتاب ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر پر آخری کتاب کی شکل میں نازل فرمایا،قرآن کریم سے پہلے دنیا کی جو حالت تھی وہ ناقابل بیان ہے،لیکن یہ قرآن پاک کا ہی معجزہ تھا کہ اس کے آتے ہی دنیا میں انقلاب آ گیا،کفروشرک کی تاریکیا چھٹنے لگی،اورظلم وستم کی آگ بجھنے لگی۔

حضرات ! قرآن کیا ہے؟ قرآن ایک دستور حیات ہے، زندگی سنوارنے کا سامان ہے، ہدایت کا نور ہے،حق کا منشور ہے،قرآن کیا آ گیا عالم میں ایک انقلاب رونما ہوگیا،قرآن نے شہر بدل دئے،منزل بدل ڈالی،معیشت بدل ڈالی،معاشرت کو ایک نیارخ دیا،سماج کو پاکیز گی سکھائی،زمانے سے خرابیوں کو پاک کیا،انسانی ذہنیت کی تربیت کی،قرآن آیاتو ڈاکہ ڈالنے والے رہبر ہوگئے،قاتل جان کا محافظ بن گیا،ظالم رحم دل بن گیا، بزدل ہمت والے بن گئے، مدعو داعی بن گیا، جو قطرہ تھا وہ سمندر بن گیا، جو پیاسا تھا وہ ساقی بن گیا، جو جاہل تھا وہ عالم بن گیا،اور جو لوہا تھا وہ پارس بن گیا۔

حضرات گرامی ! قرآن وہ مقدس کتاب ہے جس کی عظمت و برکت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، یہ قرآن ہی کی برکت ہے جس نے حضرت ابوبکرکو صدیق اکبر بنادیا ،حضرت عمر کو فاروق اعظم بنادیا؛ حضرت عثمان غنی کو ذوالنورین بنادیا، حضرت علی کو مرتضی اورحیدرکررار بنادیا،صحابہ کرام کو **رضی اللہ عنھم و رضوا عنه** کا بےمثل مخاطب بنادیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو قوم بھی قرآن سے جڑی وہ قوم مقدس ہوگئی؛ جو لوگ بھی قرآن

پر چلے ہو ہ لوگوں کی نگاہ میں پسندیدہ بن گئے ،قرآن سے رحل جڑا تو لوگوں کا پیارا ہو گیا، قرآن سے کوئی کپڑا جڑ کر جزدان بنا تو اس کی عزت بڑھ گئی ، اسی لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَیَضَعُ بِہٖ آخَرِیْنَ :یعنی اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بعض قوموں کو بلندی عطا فرماتے ہیں اور بہت سوں کو ذلیل ورسوا کردیتے ہیں۔

حضرات: ہمارا ایمان ہے کہ دنیا میں قرآن مجید جیسی کوئی کتاب ہے نہ کوئی اس کا مقابلہ کرسکتا ہے،قرآن کی ایک سورت تو کیا' کوئی ایک آیت بھی بنا کر نہیں لاسکتا،قرآن کا یہ چیلنج کل بھی تھا؛ آج بھی ہے اور تا قیامت باقی رہے گا ،جس طرح عرب کے زبان داں قرآن کی فصاحت و بلاغت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے قیامت تک ہر کوئی قرآن کے سامنے عاجز و بے بس ہوتا رہے گا۔

مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم مسلمانوں نے قرآن کے ساتھ جو ظلم کیا ہے وہ دنیا کی کسی کتاب کے ساتھ نہیں کیا گیا، وہ قرآن جو دلِ مؤمن کے لئے نور بن کر آیا تھا ، جو قبر کا چراغ تھا، جو کتابِ ہدایت تھی ، ہم نے اس پر چلنے کے بجائے فقط ایصال ثواب اور مردوں کی بخشش کی کتاب بنا دیا ، زندگی میں اتارنے کے بجائے بیٹیوں کی رخصتی کے وقت سر پر سایہ کرنے کی کتاب بنا دیا ، جب کہ یہ زندوں کی کتاب تھی ، یہ ہدایت کی کتاب تھی ، یہ دستور حیات تھا، لہذا میرے بھائیو! اس کی عظمت کو پہچانو، اس کی قیمت کو سمجھو اور خالی چومنے کے بجائے دل ونگاہ میں بساؤ، تب کہیں بات بنے گی۔

بہت آسان سودا ہے تمہارے واسطے انظر
جو تیری زندگی قرآن پر قربان ہو جائے

وما علینا الا البلاغ

اسلام اور دہشت گردی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. اَمَّابَعْدُ
:فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ،بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ،! لاَ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ، صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

رونق بزم؛ صدر جلسہ، عالی وقار علماء کرام اور محترم مہمانان کرام!

آج کل پوری دنیا میں ایک شور برپا ہے، پرنٹ میڈیا سے لے کر الیکٹرانک میڈیا تک اس بات کو اچھالنے میں مصروف ہے کہ اسلام دہشت گردی کا مذہب ہے، اسلام آتنک وادی پھیلاتا ہے، اسلام ایک خونی مذہب ہے جس میں انسانوں پر رحم کا جذبہ موجود نہیں ہوتا، مسلمان نسلی اور پیدائشی دہشت گرد ہوتے ہیں، اس شور و ہنگامہ میں جہاں یورپ و امریکہ، لندن و برطانہ اور یہود و نصاریٰ پیش پیش ہیں، وہیں ہمارے ملک ہندوستان کے کچھ سیاسی رہنما، میڈیا اور پولس بھی اس پروپیگنڈہ میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔

چنانچہ حال ہی میں ہندوستانی مسلمانوں پر دہشت گردی کا دھبہ لگا کر ان کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا گیا ہے اس کے تصور سے ہی روح کانپ اٹھتی ہے، بھاگلپور فساد، میرٹھ و ملیانہ میں مسلمانوں کے ساتھ زیادتی، گجرات میں مسلمانوں کا قتل عام، آسام میں خونریزی، بٹلہ ہاؤس انکاؤنٹر، مکہ مسجد بم بلاسٹ، اجمیر بم دھماکہ، اخلاق، پہلو خان اور تبریز انصاری جیسے بے قصوروں کا سر عام قتل؛ یہ سب اسی منصوبہ بند سازش کا حصہ تھا، جس کا نشانہ صرف اور صرف مسلمانوں کو بنایا گیا۔ بم بلاسٹ کرنے والے جو بھی ہوں لیکن اس کا سیدھا الزام مسلم نوجوانوں پر لگا دیا

جاتا ہے،اس پرطُرّہ یہ کہ ہمارے ملک کا اندھا میڈیا بنا تحقیق خوب مرچ مسالہ لگا کر دن بھر انھی جھوٹی خبروں کو نشر کرتا رہتا ہے، تحقیق کے بعد جب پتہ چلتا ہے کہ یہ بم مارنے والا مسلمان نہیں تھا' یا عدالت کا فیصلہ آجاتا ہے کہ بم بلاسٹ میں پکڑے گئے یہ مسلمان بے قصور ہیں، ان کا جرم ثابت نہیں ہوتا تو ملک کا یہی دوغلا میڈیا خاموشی اختیار کرلیتا ہے، اسے سانپ سونگھ جاتا ہے، دو لفظ بھی ان معصوم کی تسلی پر بولنے لئے تیار نہیں ہوتا ،میڈیا کی اسی دورخی پالیسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہزاروں بے قصور مسلمان جیل کی سلاخوں میں بند ہیں اوران کی فریاد سننے والا کوئی بھی نہیں ہے، آج ٹوپی ڈالنا ،کرتا پہنا ،عمامہ لگانا اورداڑھی رکھنا دہشت گردی کی پہچان کے طور پر مشہور کردیا گیا ہے۔

مسلمانوں ! بیدار ہوجاؤ، دنیا کو بتادو کہ اسلام دہشت گردی کا مذہب نہیں، بلکہ اسلام تو امن کا نام ہے، اسلام تو محبت کا مذہب ہے، اسلام تو نفرت مٹانے کا نام ہے، اسلام تو کمزوروں کی مدد کا نام ہے، اسلام تو بیواؤں' یتیموں اور حاجت مندوں سے دلجوئی کا نام ہے، اسلام تو ناانصافی کا مخالف ہے، اسلام تو ظلم کے خلاف اعلان جنگ ہے، قرآن کہتا ہے: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَاقَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا، وَمَنْ اَحْيَا هَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَاالنَّاسَ جَمِيْعاً (المائدہ آیت ۳۲) یعنی جس نے کسی جان کو بلاقصور، کسی جان کے مارے بغیر اورزمین میں فساد پھیلائے بغیر قتل کرتا ہے گویا اس نے سارے انسانوں کو قتل کرڈالا اورجس نے ایک جان کو بچالیا گویا اس نے سارے انسانوں کو بچالیا۔

ذرا سوچئے ! جو اسلام انسانیت کا اس قدر احترام سکھاتا ہے کہ ظلم کرنے والوں کو معافی کی تعلیم دیتا ہو، بچوں بوڑھوں کے ساتھ شفقت کا حکم دیتا ہو، پڑوسیوں' بھائیوں اور رشتہ داروں کے حقوق بتلاتا ہو، جو انسان تو انسان جانور تک

کو بھی بے قصور مارنا جرم قرار دیتا ہو، اس دین کو دہشت گردی کا دین کہنا اس مذہب کو آتنگ واد سے جوڑنا کتنا بڑا جرم اور کتنی بڑی جرأت ہے۔

دنیا والے بتائیں کہ! مکہ کی گلیوں میں پتھر کس کو مارا گیا، تپتے ہوئے ریت پر کس کو لٹایا گیا، اپنے وطن میں رہتے ہوئے کس کو ستایا گیا، گلیوں سے گزرتے ہوئے کورا کرکٹ کس پر ڈالا گیا، راستے سے گذرتے ہوئے کانٹے کس کے لئے بچھائے گئے ؟ کیا وہ دہشت گرد تھے؟ کیا انہوں نے کہیں بم دھما کہ کیا تھا؟ کیا انھوں نے کسی کو مارا تھا، کیا کسی پر ظلم کیا تھا ؟، تاریخ جاننے والے بتائیں کہ جب مکہ فتح ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے کتنے کافروں کا قتل کیا تھا، کتنوں کو مارا تھا، کوئی ثابت کر سکتا ہے نہیں ہر گز نہیں۔

مسلمان آج بھی جتنا امن پسند ہے اتنا کوئی نہیں ہے ، اس ملک میں مسلمانوں کی حکومت ایک ہزار سال رہی ہے مگر کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں نے کبھی کسی غیر مسلم کو بے قصور مارا ہو، اسلام تو آیا ہی ہے ظلم مٹانے کے لئے ، پھر اسے دہشت گردی سے جوڑنا سراسر ناانصافی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

لہذا اسلام کے بارے میں ہماری یہ غلط فہمیاں دور ہونی چاہئے اور اگر کہیں پر کوئی حادثہ ہو تو اسے مذہب سے جوڑنے کے بجائے اس خاص فرد سے جوڑنا چاہئے جس نے ایسا کام کیا ہے، اور ہم مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اسلام کے آفاقی پیغام امن کو گھر گھر تک پہونچائیں تا کہ غلط فہمیاں دور ہو سکے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

نجات کا واحد راستہ صرف اسلام ہے

نَحمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلیٰ رَسُولِهِ الکَرِیمِ مُحَمَّدٍوَّ اٰ لِهٖ وَصَحبِهٖ اَجمَعِینَ،

اَمَّا بَعدُ:اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم : اِنَّ الدِّ یْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَ مَنْ یَبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَفِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ، صدق اللّٰہ العظیم ۔

اسٹیج پر تشریف فرما علماء کرام، مہمانانِ مکرم اور سامعین ذی وقار!

دنیا میں مختلف مذاہب آئے، بے شمار ملتیں وجود میں آئیں، لا تعداد قومیں پیدا ہوئیں، ہزاروں دین وشریعت نمودار ہوئے، ان میں کچھ دین مذہب تو خدا کی طرف سے نازل کردہ تھے اور اکثر وہ تھے جنہیں لوگوں نے اپنی عقل وفہم اور خواہش نفس کے اعتبار سے بنالیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کو انسانوں کی ہدایت منظور تھی، انھیں صحیح راستہ پر ڈالنا تھا، لہذا پچھلے تمام دین و مذہب اور قوموں کے بعد سب سے آخری دین، سب سے آخری مذہب، ہدایت کا آخری چراغ اور نجات کا آخری راستہ ’’دین اسلام‘‘ کی شکل میں دے کر اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔

اب یہی دین آخری دین ہے، یہی مذہب آخری مذہب ہے، یہی شریعت آخری شریعت ہے، اس شریعت کے لانے والے آخری پیغمبر اور اس دین کی پیروی کرنے والے مسلمان دنیا کی آخری قوم ہے، اب اس کے بعد پہلے کے تمام ادیان منسوخ، تمام قانون ختم اور تمام شریعتیں نا قابل عمل ہیں، اب صرف اسلام کا سکہ چلے گا، اسلام کا بول بالا ہوگا، قرآن نے اعلان کیا! اِنَّ الدِّ یْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ،اللہ کے نزدیک دین فقط اسلام ہے: وَمَنْ یَبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ

مِنْهُ وَهُوَفِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ: یعنی جواسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اختیار کرے وہ ہرگز قابل قبول نہیں ہوسکتا اوروہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

لہذا اب اگر کوئی عیسائیت اختیار کرے اس میں نجات نہیں، یہودیت اختیار کرے اس میں نجات نہیں، بدھ مت یا ہندوازم اختیار کرے اس میں نجات نہیں، اب نجات کا واحد راستہ صرف اور صرف اسلام ہے، دین اسلام دینِ رحمت ہے، دین قیم ہے، صراط مستقیم ہے، یہ جنت کا راستہ اور کامیابی کا ضامن ہے، اس کا طریقہ ہی سب سے بہترین طریقہ ہے۔

مگر کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے کہ آج ہم مسلمان اس عظیم الشان دین سے غافل ہورہے ہیں، اس کے طریقے پر چلنے اوراس کی پیروی کرنے کے بجائے ہم میں غیروں کی تقلید اور یہودونصاریٰ کی پیروی بڑھتی جارہی ہے: سورۂ مائدہ آیت ۵۱ میں اللہ تعالی کا اعلان ہے جس کا ترجمہ ہے کہ ! اے ایمان والو! یہودونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو ان سے دوستی کرے گا وہ ان ہی میں سے ہے۔

پس یاد رکھنا چاہئے کہ نجات کا واحد راستہ صرف اسلام ہے اوراس کے علاوہ اب ہر دین گمراہی اور ناقابل تقلید ہے۔۔۔والسلام علیکم

وما علینا الا البلاغ

جنگ آزادی اور مسلمان

نَحمَدُہُ وَنُصَلِّی عَلیٰ رَسُولِہِ الکَرِیمِ مُحَمَّدٍوَّ اٰ لِہِ وَاَصحا بِہِ اَجمَعِینَ، اَمَّا بَعدُ:

جب چمن میں لہو کی ضرورت پڑی سب سے پہلے ہماری ہی گردن کٹی
پھر بھی کہتے ہیں ہم سے یہ اہل چمن یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں
بات پھولوں کی ہوتی تو سہہ لیتے ہم اب تو کانٹوں پہ بھی حق ہمارا نہیں

محترم علماء کرام اور ہندوستان کے غیور مسلمانوں!

جب سرزمین ہند پر انگریزوں کے ناپاک سائے پڑے، باشندگانِ ہند پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جانے لگے، جب ہندوستانیوں کا خون پانی سے ارزاں ہونے لگا، جب اپنے وطن کی عزتیں سڑکوں پہ نیلام کی جانے لگیں، جب ان کی جانیں کھلونوں سے سستی ہوگئیں، جب اپنے وطن عزیز میں ہی ان کا رہنا مشکل کردیا گیا اور جب انگریزوں کا خونی عفریت ہندوستانیوں کو اپنے پنجہء غلامی میں جکڑنے لگا، تب ایسے نازک حالات اور ہولناک ماحول میں جب کہ منھ کھولنا قیامت سے کم نہیں تھا؛ اپنی زبان کھولنا گویا موت کو دعوت دینا تھا، وقت کے ساب سے بڑے عالم دین امیر المحد ثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ جاری کیا آپ نے اعلان کیا کہ انگریزوں کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے یہ ملک اب دار الحرب ہو چکا ہے ایسے وقت میں انگریزوں سے جہاد فرض ہو چکا ہے۔

محترم حضرات! آپ کا فتویٰ کیا تھا انگریزوں کے خلاف طوفان بلا خیز جس میں کاشانہء فرنگیت خس وخاشاک کی طرح اڑتا چلا جارہا تھا، انگریزوں کے خلاف کھلم کھلا جنگ شروع ہوگئی، مسلمان میدان جہاد میں بے خوف وخطر کود پڑے، انگریزوں سے دو

بدو اور آمنے سامنے کی ایسی ٹکر لی کہ ان کے چھکے چھوٹ گئے، ناچار انگریزوں کو قدم پیچھے ہٹانا پڑا، اس فتوے کے بعد پورے ملک میں انگریزوں کے خلاف عام نفرت پھیل گئی اور ہر ہندوستانی کے سینے میں جذبہء آزادی مچلنے لگا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سب سے مشہور اور خوف ناک ہے جس میں انگریزوں کے ظلم وستم کی انتہا ہوگئی تھی، ہندوستانیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا تھا، مگر اس کے باوجود مسلمانوں نے انگریزوں کا بھرپور مقابلہ کیا، انگریزی ظلم کے آگے سد سکندری بنے رہے اور کسی بھی طرح کی قربانی سے دریغ نہ کیا، بالآخر خدا نے وہ دن دکھایا جب ہندوستان کے سر پر آزادی کا پرچم لہرانے لگا غلامی کی زنجیریں کٹیں اور وطنِ عزیز کے چمن میں پھر سے بہار آ گئی۔

دوستو! جنگ آزادی میں مسلمانوں نے بے شمار قربانیاں دی ہیں، لاتعداد علماء کرام شہید کئے گئے ہیں، اگرچہ غیر مسلم بھائیوں کی خدمات کا انکار نہیں، مگر یہ سچ ہے کہ اگر مسلمان خصوصا علماء کرام جنگ آزادی میں حصہ نہ لیتے تو ہندوستان کبھی آزاد نہ ہوتا، آج ہندوستان کی تاریخ کو مسخ کر کے پیش کیا جا رہا ہے، مسلمانوں کی قربانیوں اور علماء کرام کی محنتوں کو فراموش کیا جا رہا ہے، عام تو عام خود بہت سے مسلمانوں کو یہ پتہ نہیں ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد نے ہندوستان کے لئے کتنی قربانیاں دی ہیں، ہندوستان آزاد ہوگیا اور آزاد ہوئے تقریبا ساٹھ سال ہو گئے، لیکن مسلمانوں کو ان کا جائز حق نہیں دیا جا رہا ہے، مسلمان جس پریشانی میں پہلے تھے آج بھی اسی پریشانی میں ہیں، بلکہ دن بدن اس میں اضافہ ہی ہو رہا ہے، مسلمانوں کو یہ طعنہ دیا جا رہا ہے کہ تمہارا آزادی میں کوئی حصہ نہیں۔

لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان خود آگے بڑھیں اور تاریخ کو جھٹلانے والوں کو سچ کا آئینہ دکھلائیں، اور ہم اپنے ان محسن مسلمانوں اور علماء کرام کی محنتوں اور قربانیوں کو دنیا کے سامنے پیش کر کے یہ بتلاتے رہیں کہ:

چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری
اٹھائے کچھ ورق لالہ نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے

والدین کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ،فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ،بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ،وَلَاتَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَاتَنْھَرْھُمَا،صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ:

صدر محترم، حضراتِ علماء کرام، معزز حاضرین: ماں باپ اپنی اولاد کے لئے دنیا کی عظیم ترین دولت ہیں، جس طرح آنکھوں کی قیمت اندھے کو معلوم ہے، ہاتھ کی قدر لولے کو پتہ ہے؛ پاؤں کی اہمیت لنگڑا جانتا ہے اسی طرح والدین کی قدر و قیمت انہیں کو معلوم ہے جن کے والدین دنیا سے اس وقت چلے گئے جب کہ انہیں سہارے کی سخت ضرورت تھی، آیئے! آج ہم اس نعمت عظمیٰ اور دولت گراں مایہ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کریں، تاکہ ہم بھی والدین کی قدر و قیمت سمجھ کر ان کی خدمت کرسکیں۔

حضرات! اگرچہ ہمارا حقیقی خالق و مالک اور پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، مگر سب جانتے ہیں کہ دنیا میں آنے کا ذریعہ ہمارے والدین ہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے حقوق بیان فرمائے ہیں اور اپنی عبادت کا حکم دیا ہے وہیں والدین کے ساتھ حسن سلوک، بہترین برتاؤ اور محبت وشفقت کا معاملہ کرنے کا بھی حکم دیا ہے! ارشادِ ربانی ہے: ترجمہ: اور تم اپنے ماں باپ کو نہ جھڑکو، ان سے اف تک نہ کہو، ان کے لئے تم محبت وفرماں برداری کا بازو جھکائے رکھو اور ان کے ساتھ نرم نرم گفتگو کرو۔

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی ذلیل وخوار ہو پھر ذلیل و

خوار ہو پھر ذلیل وخوار ہو یعنی ہلاک و برباد ہو؛ آپ سے پوچھا گیا کون یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا وہ شخص جو ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر ان کی خدمت کر کے خود کو جنت کا مستحق نہ بنالے۔

محترم بزرگو! بخاری شریف میں ہے کہ ایک صحابی نے آپؐ سے پوچھا یا رسول اللہ! مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ اُمُّکَ، قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟قَالَ ثُمَّ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ، قَالَ ثُمَّ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبُوْکَ :یعنی میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں،اس نے پوچھا پھر کون آپؐ نے فرمایا تمہاری ماں، اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں، اس نے پوچھا پھر کون ؟ آپؐ نے فرمایا پھر تمہارا باپ،ایک حدیث میں فرمایا! باپ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ ہے تم چاہو تو باپ کی نافرمانی کر کے اسے ضائع کر دو یا اس کا دل خوش کر کے اس کی حفاظت کرو(ترمذی شریف) آپ ﷺ نے فرمایا:جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

دوستو! بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے والدین کی خدمت کر کے اپنی دنیا وآخرت کو پرسکون بنا رہے ہیں اور بڑے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو ان کی نا فرمانی کر کے اپنی دنیا و آخرت کو جہنم بنا رہے ہیں،یاد رکھئے جو لوگ ماں باپ کو ستاتے ہیں وہ بھی ایک دن ستائے جائیں گے،ماں باپ کو ستانا ایسا گناہ ہے جس کا عذاب دنیا میں بہت جلد ملتا ہے اور آخرت کا عذاب الگ ہے،اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے اور نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے،والسلام۔

وما علینا الا البلاغ

اولاد کے حقوق

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم، اَمَّابَعْدُ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمِ:مَنْ وَّلد لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحسِنِ اسْمَهٗ وَاَدَّبَهٗ فَاِذَابَلَغَ فَلْيُزَ وِّجْهُ، فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَاَصَابَ اِثْمًافَاِنَّمَااِثْمُهٗ عَلٰی اَبِيْهِ.او کماقال علیہ وسلم۔

محترم بزرگو اور دوستو! ابھی میں نے آپ حضرات کے سامنے ایک حدیث پڑھی ہے، جس میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس کو کوئی بچہ (لڑکی یا لڑکا) پیدا ہو تو اس کا اچھا نام رکھے اور اس کی اچھی تربیت کرے، پھر جب وہ بالغ ہوجائے تو اس کا نکاح کردے، اگر بالغ ہوجانے کے بعد بھی (اپنی غفلت ولاپرواہی سے) اس کا نکاح نہیں کیا اور وہ گناہ میں مبتلا ہوگیا تو اس کا گناہ اس کے باپ کے سر پر ہوگا (بیہقی شریف)۔

حضرات! اس حدیث پاک میں ماں باپ کے اوپر اولاد کے تین اہم حقوق بیان کئے گئے ہیں۔

ا) پہلا یہ کہ جس شخص کو کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو اس کا اچھا نام رکھے، کیوں کہ اچھے نام کا اثر ذات وشخصیت پر پڑتا ہے، اچھے نام سے مراد ایسے نام ہیں جن میں کبرو بڑائی یا شرک ومعصیت وغیرہ کی بو نہ ہو بلکہ اس میں اللہ کی بندگی ٹپکتی ہو جیسے عبداللہ، عبدالرحمن وغیرہ، یا جو نام رسول اکرم ﷺ یا آپ کے صحابہء کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک ناموں جیسے ہوں، آج کل فیشن پرستی کی وجہ سے لوگ اپنے بچوں کا اسلامی نام رکھنے کے بجائے، پپو، ٹپو، لڈو، گڈو، للو، ملو، پنکی، رنکی وغیرہ جیسے غلط نام رکھتے ہیں، یہ سراسر جہالت اور اولاد کی حق تلفی ہے۔

۲) دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت کرے، بہترین تہذیب

واخلاق سکھائے، اسلام کے طریقے اور دین سکھائے، کیوں کہ اگر یہ بچے جاہل رہیں گے تو وہ والدین کے حقوق، شوہر و بیوی کے حقوق، رشتہ دار اور پڑوسیوں کے حقوق نہیں جانیں گے، پھر بڑے ہوکر بیٹا باپ پر ظلم ڈھائے گا، بیٹی ماں کو مارے گی، شوہر بیوی کو ستائے گا اور بیوی شوہر کی نافرمانی کرے گی اس لئے ہر والدین اپنے بچے کو دینی تعلیم دینا لازمی سمجھیں ورنہ بعد میں سوائے ہاتھ ملنے کے کچھ نہیں ملے گا۔

آج ہم اپنے بچوں کے لئے روپئے پیسے، کار بلڈنگ سب کچھ چھوڑ جاتے ہیں مگر ان کی آخرت کی فکر نہیں کرتے، حالاں کہ پیارے آقا ﷺ کا فرمان ہے: کوئی والد اپنے بچے کو بہترین تربیت سے اچھا اور کوئی تحفہ نہیں دے سکتا، ایک حدیث میں ہے جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں، مگر تین اعمال باقی رہتے ہیں، ان تین میں وہ نیک لڑکا بھی ہے جو اپنے والدین کے لئے دعا کرتا ہے۔

۳) تیسری ذمہ داری ہے کہ جب بچے بڑے ہوجائیں بالغ ہوجائیں تو ان کا نکاح کردائے ورنہ اگر وہ کسی گناہ میں پھنسے گا تو اس کا گناہ ان کے والدین پر ہوگا، آج کے احوال پر غور کیجئے تو نظر آئے گا کہ ہمارے بچے جوان ہوگئے مگر ہمیں ان کی نجی زندگی کی کوئی فکر نہیں، وہ غلط راہ پر جائیں، ناجائز تعلقات کریں، موبائل وانٹرنیٹ کا غلط استعمال کریں، مگر ہم ذرا بھی ٹینشن نہیں لیتے، وقت پر شادی نہ ہونے کا جو نتیجہ آج سامنے آرہا ہے وہ آپ سب کو معلوم ہے۔

لہذا اس سے پہلے کہ آپ کو رونا پڑے، ذلت اٹھانی پڑے، شرمندگی سے دوچار ہونا پڑے؛ آپ اپنے بچوں کی فکر کرلیجئے ان کو گناہوں سے بچالیجئے، ورنہ جب معاملہ ہاتھ سے نکل جائے گا تو سوائے ذلت ورسوائی کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

وما علینا الا البلاغ

اولاد کی تربیت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد :قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم : مَانَحلَ وَالِدٌ وَلَدَہٗ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ (ترمذی) .

حضرات گرامی قدر معزز سامعین!

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس ﷺ نے دس باتوں کی وصیت فرمائی ہے (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگر چہ تجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے (۲) ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا چاہے وہ تجھے اس کا حکم کریں کہ بیوی کو چھوڑ دے یا سارا مال خرچ کر دے (۳) فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا کیوں کہ جو شخص فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے اللہ اس کے ذمہ سے بری ہے (۴) شراب نہ پینا کہ یہ تمام بُرائیوں کی جڑ ہے (۵) اللہ کی نافرمانی نہ کرنا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا غصہ اور قہر نازل ہوتا ہے (۶) لڑائی یعنی جہاد میں پیٹھ پھیر کر نہ بھاگنا چاہے سب ساتھی مارے جائیں (۷) اگر کسی جگہ وبا پھیل جائے جیسے طاعون وغیرہ تو وہاں سے نہ بھاگنا (۸) اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا (۹) تنبیہ کے واسطے ان پر سے لکڑی نہ ہٹانا (۱۰) اللہ تعالیٰ سے ان کو ڈراتے رہنا (مسند احمد)۔

حضرات: اس حدیث میں لکڑی نہ ہٹانے کا مطلب یہ ہے کہ ماں باپ اپنی اولاد سے بے فکر نہ رہیں، بلکہ ان کو ہمیشہ نیکی و بھلائی کی تلقین کرتے رہیں اور کبھی ضرورت پڑے تو لکڑی کا استعمال بھی کریں یعنی مناسب انداز میں ان کی مار پٹائی بھی کریں، آج کل لوگ اولاد کی محبت کی میں انھیں مناسب وقت پر تنبیہ نہیں کرتے ، یہ سوچ کر کے بچہ ہے سدھر جائے گا کچھ نہیں کہتے پھر جب یہی بچہ ان غلط عادتوں

میں پکا ہوجاتا ہے تو ماں باپ روتے پھرتے ہیں، تعویذ اور باباؤں کے چکر میں اپنا وقت خراب کرتے ہیں حالاں کہ اگر اسے بچپن ہی سے اچھے آداب وسلیقے سکھاتے، تنبیہ کرتے رہتے تو آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتا؛ بچوں کو تنبیہ کے لئے مارنا محبت کے خلاف نہیں ہے؛ بلکہ یہی سچی محبت ہے حضرت لقمان حکیم کا ارشاد ہے کہ باپ کی مار اولاد کے لئے ایسی ہے جیسے کھیتی کے لئے پانی، اور ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنی اولاد کو تنبیہ کرے یہ ایک صاع یعنی تقریبا ساڑھے تین سیر صدقہ کرنے سے بہتر ہے، ایک حدیث میں ہے کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے افضل عطیہ یا تحفہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھا طریقہ سکھائے، آپ ﷺ نے فرمایا: بچہ جب سات سال کا ہوجائے تو اس کو نماز کا حکم کرواور جب دس سال کا ہوجائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارو۔

حضرات: اپنے بچوں کی دنیا کے لئے انھیں دنیوی تعلیم ضرور دینی چاہئے، لیکن ان کی پرسکون زندگی اور آخرت کی کامیابی کے لئے دین کی اور شریعت کی تعلیم دینا ہماری مذہبی ذمہ داری ہے ورنہ کل قیامت میں جواب دینا پڑے گا۔

ذرا سوچئے اگر ہم نے اپنے بچوں کو سب کچھ دیا لیکن ان کی صحیح تربیت نہیں کی دین نہیں سکھایا اور کل ہمارے مرنے کے بعد یہ ہمارے لئے دعا کرنے کے بجائے ہمیں گالیاں دیں، غلط کاموں کے ذریعے سماج میں ہمارا نام خراب کریں تو بتایئے قبر میں ہمیں کس قدر تکلیف پہونچے گی، ہماری روح پر کیا گزرے گی، لہذا جتنا ممکن ہو ہمیں اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرنی چاہئے۔ اللہ تعالی ہم سب کو اولاد کی بہترین تربیت کی توفیق عطا کرے آمین والسلام۔

وما علینا الا البلاغ

سود کی لعنت

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم: اما بعد: یٰاَیُّهَاالَّذِیۡنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوۡا مَابَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ، صدق اللّٰه العظیم .

محترم حضرات، مُعزّز حاضرین.................السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سود ایک بدترین گناہ ہے، سخت ترین لعنت ہے، ایسی لعنت کہ جو اس کا شکار ہوا، تباہی و بربادی اس کی زندگی کا حصہ بن گئی، ایسی بُرائی جو، اس کا عادی بنا' اس کی نسلیں تباہ ہوگئیں اور ایسی بیماری کہ جسے لگ گئی حیوانیت اور شیطنت اس کے پورے جسم میں سرایت کرگئی، آج دنیا جن خرابیوں اور پریشانیوں سے دوچار ہے ان میں سود کا بہت بڑا ہاتھ موجود ہے۔

دراصل سودی کاروبار کے موجودہ ٹھیکیدار اسرائیل کے بدخصلت یہودی ہیں، جو پوری دنیا کو غربت وافلاس کے جال میں پھنسانے کی کوشش کررہے ہیں، انہوں نے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھادی ہے کہ اب سود کے بغیر دنیا کا کوئی کام نہیں چل سکتا، پھر ایک اور دھوکا یہ دیا کہ سود کا نام تبدیل کرکے لوگوں کے سامنے پیش کیا، کبھی لون کا نام دے کر سود کا بڑھاوا، کبھی ایل آئی سی' کے نام پر سود کا کاروبار تو کبھی سنگا sanga کے نام پر سود کا پرچار، نتیجہ یہ ہوا کہ کل جو لوگ سود سے دور تھے آج اس میں بری طرح پھنس چکے ہیں وہ عورتیں جو سود سے نفرت کرتی تھیں سنگا جیسی بیماری میں لت پت ہوگئیں ہیں اور وہ لوگ جو سود کو برا سمجھتے تھے اب اس کے جائز ہونے کے لئے فتویٰ تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

میرے بزرگو! سود اسلام کی نظر میں انتہائی برا اور سخت ترین گناہ ہے، ارشاد

ربانی ہے:یَمۡحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰو وَ یُرۡبِی الصَّدَقٰتِ :اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور ختم کر دیتا ہے جب کہ صدقہ و زکوۃ مال کو بڑھاتا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:اِنَّ الرِّبٰو وِ اِنۡ کَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَہٗ تَصِیۡرُ اِلٰی قُلٍّ :سوٗد سے مال خواہ کتنا ہی بڑھتا نظر آئے آخرکار وہ نقصان اور کمی کی طرف لے جاتا ہے(مسند احمد)۔

ہمارے وہ مسلمان مرد وعورت جو لون اور سنگا کے نام پر سود کھاتے ہیں ذرا کان کھول کر سن لیں، اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے:یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِن کُنتُمۡ مُوۡمِنِینَ۔ فَاِن لَّم تفعلوا فَاۡذَنُوۡا بِحَرب مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ :یعنی اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور سودی لین دین چھوڑ دو اگر تم واقعی سچے مؤمن ہو۔ اور اگر تم ایسا کرنے سے باز نہیں آتے تو پھر اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ، اللہ اکبر، سود کتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کے کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جنگ کا اعلان کرتا ہے، مگر افسوس کے مسلمان دن رات سود کی برائیوں میں گھستے ہی جا رہے ہیں۔

حضرات! آیئے اخیر میں کچھ حدیثیں بھی سناتا چلوں: اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر سود کا ایک درہم کھائے تو چھتیس (۳۶) دفعہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے، فرمایا: سود کے ستر درجے ہیں، جن میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے، استغفر اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میرا ایسے لوگوں پر گذر ہوا جن کے پیٹ گھڑوں جیسے بڑے بڑے تھے، جن میں سانپ بھرے ہوئے تھے، میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں، انہوں نے کہا یہ سود کھانے والے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت کی اس سے حفاظت فرمائے اور ہمیں نیک عمل کی توفیق دے، آمین، وما علینا الا البلاغ۔

زبان کی حفاظت

نَحمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلیٰ رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمّا بَعْدُ: قالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَمَتَ نَجا.

معزز حاضرین علماء کرام اور میرے بزرگو!

میری تقریر کا عنوان ہے زبان، یہ دیکھنے میں بہت چھوٹی سی چیز ہے لیکن اس کا اثر بہت دیر اور بہت دور تک ہوتا ہے اس کی ذرا سی حرکت میں کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے کسی کو گالی دے دو یا غصہ کی کوئی بات کہہ دو وہ مرنے اور مارنے کو تیار ہو جاتا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زبان سے کوئی جملہ نکلا اور پوری قوم تباہ ہو جاتی ہے ،خوب خون خرابہ ہو جاتا ہے، برسوں کی محبت زبان کی ایک بول سے ختم ہو جاتی ہے غرض زبان ایک ایسی چیز ہے جس کا صحیح استعمال بہت فائدہ مند ہے تو وہیں اس کا غلط استعمال بہت بڑے نقصان کا سبب ہوتا ہے۔

حکیم لقمان سے اس کے مالک نے کہا کہ بکری کے جسم میں جو سب سے اچھی چیز ہے وہ لاؤ تو حکیم لقمان زبان کاٹ کر لائے پھر کہا اس کے جسم کی سب سے بُری چیز لاؤ تو حکیم لقمان پھر زبان کا دوسرا ٹکڑا کاٹ کر لے کر آئے اور بتایا یہ ایسی چیز ہے جو اگر اچھی ہے تو سارا جسم اچھا ہے اور اگر یہ بگڑ جائے تو سارا جسم بیکار ہے ،اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبح سویرے بدن کا ہر حصہ زبان سے کہتا ہے کہ خدا کے لئے ٹھیک ٹھیک چلنا تیرے ٹھیک رہنے سے ہم سب کی خیر ہے تو اگر بگڑتی ہے تو ہم سب پر مصیبت آتی ہے۔

حضرات: زبان انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہے، جب آدمی اپنی زبان

سے کوئی بات بولتا ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شریف ہے یا رذیل اچھا ہے یا بُرا، اسی لئے آنحضرت ﷺ نے زبان کی حفاظت کی بہت تاکید فرمائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: زبان کو روکنا بہت بڑی عبادت ہے'' آپ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے ،آپ نے فرمایا: مَنْ صَمَتَ نَجَا: جو چپ رہا اس نے نجات پائی، ایک دفعہ آپ نے ایک صحابی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: معاذ! اس سے ڈرتے رہنا! حضرت معاذ نے کہا یا رسول اللہ زبان سے کیا ڈرنا آپ ﷺ نے فرمایا: معاذ تم جانتے نہیں ہو کہ اسی کی کرتوتوں سے انسان دوزخ میں پہونچ جاتا ہے۔

مقولہ مشہور ہے ''ایک چپ ہزار سُکھ'' لہذا جب کوئی بات کرنی ہو تو پہلے سوچ لینی چاہئے پھر بولنی چاہئے تاکہ ہماری باتوں سے کسی کا نقصان نہ ہو اور کسی کا دل نہ ٹوٹے کیوں کہ تیر وتلوار کا زخم لگ جائے تو اس کا بھرنا ممکن ہے لیکن زبان کے تیر سے لگنے والا زخم کبھی نہیں بھرتا، اللہ تعالیٰ ہم سب کی زبانوں کی حفاظت فرمائے آمین والسلام۔

وما علینا الا البلاغ

جھوٹ کی مذمت

نَحْمَدُهُ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ: فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم : سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ،صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ:

حضرات گرامی قدر سامعین کرام: آج میں آپ لوگوں کے سامنے جھوٹ کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، جھوٹ بہت بری چیز ہے، جھوٹ ایک ناپاکی ہے، جھوٹ ایک گندگی ہے، خواہ اس کی گندگی اور ناپاکی کا ہمیں احساس نہ ہوتا ہو، مگر معصوم فرشتوں کو جھوٹ سے اتنی بدبو آتی ہے کہ فرشتے جھوٹ بولنے والے کے نزدیک بھی نہیں آتے بلکہ میلوں دور چلے جاتے ہیں، مسند احمد کی ایک روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: مؤمن سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن جھوٹا نہیں ہوسکتا۔

حضرات! جھوٹ ایک ایسی منحوس چیز ہے کہ آدمی کے چہرہ سے ہی معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ آدمی جھوٹا اور مکار ہے، لوگ اس کی عزت نہیں کرتے سماج میں اس کا بھروسہ نہیں ہوتا، وہ سب کی نگاہوں میں ذلیل ہوتا ہے لوگ اسے کمینہ خیال کرتے ہیں، بہت سے لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اب دنیا جھوٹ کے بغیر نہیں چل سکتی، جھوٹ کے بغیر چارۂ کار نہیں حقیقت یہ ہے کہ وہ خود جھوٹے ہیں، پیغمبر صادق حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے کہ: اَلصِّدْقُ يُنْجِيْ وَالْكَذِبُ يُهْلِكُ: سچائی نجات دلاتی ہے اور جھوٹ برباد کردیتا ہے۔

قرآن کریم میں یہودیوں اور عیسائیوں کی جہاں بہت سی خرابیوں کا تذکرہ موجود ہے وہیں خاص طور پر ان کے بے شرمی سے جھوٹ بولنے کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ:

یعنی یہ اہل کتاب یہود ونصاریٰ بہت جھوٹ سننے والے اور رشوت کھانے والے ہیں، ایک جگہ فرمایا کہ: لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ :ان یہودیوں اور عیسائیوں کے علماء ومشائخ انہیں گناہ کی باتیں یعنی جھوٹ وغیرہ بولنے اور رشوت کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے بہت بُرا ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو جگہ جگہ سچائی کی تلقین کی ہے اور جھوٹ سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے ارشاد ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا : اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہمیشہ سیدھی بات یعنی سچی اور صاف بات کہو۔

حضرات: جیسے جھوٹ حقیقت میں بولنا منع ہے اسی طرح مذاق میں بھی جھوٹ بولنا گناہ ہے یہاں تک کہ ہنسانے کی غرض سے بھی جھوٹ بولنا حرام ہے: ترمذی شریف کی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ: وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ: یعنی بربادی ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے اس کے لئے تباہی ہے اس کے لئے تباہی ہے، آیئے عہد کرتے ہیں کہ آج ہم میں سے کوئی مسلمان کبھی زندگی میں جھوٹ نہیں بولے گا، ان شاءاللہ۔ والسلام

سلام کی فضیلت

الحمدللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم،

امابعد: قال النبیُ ﷺ: اَفْشُوْا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ۔

دنیا میں ہر قوم کا یہ دستور ہے کہ جب وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہے تو پہلے کچھ جملے بولتی ہے؛ یہ ملاقات کا ایک طریقہ ہے کوئی نمستے کہتا ہے تو کوئی پرنام کہتا ہے، کوئی گڈ مورننگ کہتا ہے تو کوئی کچھ اور کہتا ہے غرض ہر قوم کے ملنے کا انداز الگ ہے اور ملاقات کے وقت بولے جانے والے الفاظ بھی الگ الگ' مگر اسلام نے ملاقات کے جو آداب وطریقے سکھائے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس سے زیادہ پیارا طریقہ اور بہترین انداز کسی قوم ومذہب میں نہیں پایا جاتا۔

جب ہم کسی سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں **السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**، جس کا مطلب ہے کہ آپ پر سلامتی اور خدا کی رحمت وبرکت ہو، یہ کتنی اچھی دعا ہے ملاقات بھی ہو رہی ہے اور ہم ایک دوسرے کو سلامتی کی صحت وتندرستی کی دعا بھی دے رہے ہیں۔

حضرات: آپ سلام کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ معراج میں تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ملاقات کے وقت حضور ﷺ سے پہلا جملہ جو کہا تھا وہ یہی تھا ''**السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**'' اے نبی آپ پر خدا کی جانب سے سلامتی رحمت اور برکت ہو، جسے آج بھی مسلمان پانچ وقت کی نماز میں پڑھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے جسے اس نے زمین پر اتارا ہے لہذا اسے آپس میں پھیلاؤ کیوں کہ

جب کوئی مسلمان آگے بڑھ کر سلام کرتا ہے اور سامنے والے جواب دیتے ہیں تو اس سلام کرنے والے کو ان پر سلام یاد دلانے کی وجہ سے ایک درجہ فضیلت حاصل ہوتی ہے لیکن اگر وہ لوگ جواب نہ دیں تو ان سے افضل یعنی فرشتے اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں (الادب المفرد حدیث:۱۰۳۹،طبرانی:۱۰۳۹۱)۔

حضرات: قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سلام کو مبارک اور طیب فرمایا ہے اور فرمایا کہ جنتی جب آپس میں ملاقات کریں گے تو ان کی زبان پر بھی سلام ہی سلام ہوگا، جنت کا ایک نام دارالسلام یعنی سلامتی کا گھر رکھا گیا ہے، اسی طرح احادیث شریفہ میں سلام کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہترین اسلام یہ ہے کہ تم لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور جسے جانتے ہو یا نہیں جانتے ان سب کو سلام کرو، فرمایا: لوگو! تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لے آؤ اور تمہارا ایمان مکمل نہیں جب تک تم آپس میں محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جسے تم کرنے لگو تو خود بخود محبت ہونے لگے آپس میں سلام کو خوب عام کرو، فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے سب زیادہ نزدیک وہ شخص ہوگا جو سلام سب سے پہلے کرتا ہے، فرمایا: سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے، (مشکوۃ شریف حدیث:۴۴۲۲/۴۴۲۴/۴۴۳۹/۴۴۵۹)۔

آپ نے فرمایا: کسی نے السلام علیکم کہا تو دس نیکی کا ثواب ورحمۃ اللہ کہا تو بیس نیکی کا ثواب وبرکاتہ کہا تو تیس نیکی کا ثواب ملتا ہے، خلاصۂ یہ ہے کہ سلام ایک خدائی تحفہ ہے، سلام سے برسوں کی نفرت ایک لمحے میں ختم ہو جاتی ہے، سلام مسلمانوں کی پہچان ہے، سلام آپس میں ملنے کا خوبصورت طریقہ بھی ہے اور دعا وعبادت بھی ہے، لہذا ہم مسلمانوں کو چاہئے کہ سلام کو زیادہ سے زیادہ عام کریں،

وما علینا الا البلاغ۔

صلح کرانے کی اہمیت

الحمد للّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم،

امابعد: قال اللّٰہُ تعالیٰ : اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ، صدق اللّٰہُ العظیم .

حضرات گرامی قدر؛ سامعین باتمکین:

ہر آدمی مختلف انداز سے پیدا ہے، ہر ایک کی ساخت الگ ہے، کوئی غصہ والا ہے تو کوئی ٹھنڈے مزاج کا ہے، کوئی بہت اخلاق مند ہے تو کوئی بری عادت کا مالک ہے، غرض یہ کہ ہر ایک کی سوچ الگ ہے ہر ایک کا خیال الگ، مگر ان سارے فطری اختلافات کے باوجود اسلام نے آپس میں شیر وشکر کی طرح مل کر رہنے کا حکم دیا ہے، اور یہ حکم دیا ہے کہ اگر کبھی آپس میں کوئی اختلاف رونما ہو جائے تو فوراً صلح وصفائی کر کے اختلاف کو دور کرلیا جائے اور دل میں کسی طرح کا کوئی بغض وکینہ نہ رکھا جائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ**: ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں لہذا ان کے درمیان صلح کرایا کرو، سورہ نساء آیت ۱۱۴ر میں فرمایا گیا: لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر وبیشتر کوئی بھلائی نہیں ہوتی، ہاں اگر کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ وخیرات کی تلقین کرے یا کسی نیک کام کے لئے یا لوگوں کے معاملات میں اصلاح کرنے کرنے لئے کسی سے کچھ کہے تو یہ البتہ بھلی بات ہے، اور جو کوئی اللہ کی رضا جوئی کے لئے ایسا کرے گا اسے ہم بڑا اجر عطا کریں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صدقہ اور امر بالمعروف کے ساتھ صلح' صفائی اور لوگوں کے درمیان اختلافات کو ختم کرنے والوں کی بھی تعریف فرمائی ہے اور فرمایا کہ جو شخص بھی یہ سارے کام اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے کرے گا تو ہم اسے بہترین بدلہ

عطا کریں گے، معلوم ہوا کہ لوگوں کے درمیان صلح کرانا، آپسی جھگڑوں کو ختم کرانے کی کوشش کرنا، ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنا ایک بہت بڑی عبادت ہے جس پر اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے۔

صلح کرانے کی فضیلت کا اندازہ نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے بھی لگایا جاسکتا ہے، آپ نے ایک موقع پر صحابہ کرام سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کام نہ بتاؤں جو درجے میں روزے، صدقے اور نماز سے بھی افضل ہو؟ ہم نے عرض کیا ضرور بتائیے: فرمایا: دو آدمیوں کے درمیان صلح کروادینا، پھر فرمایا: دو شخصوں کے درمیان فساد اور پھوٹ ڈالنا مونڈنے والی ہے یعنی ہلاک و برباد کردینے والا عمل ہے، (ترمذی وابوداؤد، مشکوۃ ۴۸۱۵)۔

حضرات! آپ جانتے ہیں جھوٹ بولنا کتنا بڑا گناہ ہے لیکن تین موقع ایسے ہیں جس میں حضور ﷺ نے جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے (۱) جنگ یعنی جہاد کے موقع پر (۲) میاں بیوی کا آپس میں ایک دوسرے کو راضی رکھنے کے لئے (۳) لوگوں میں صلح کرانے کے لئے۔ (بخاری ومسلم مشکوۃ: حدیث: ۴۸۱۰)۔

حضرات: آج ہمارے معاشرے میں یہ بیماری بہت عام ہوتی جارہی ہے کہ جب ہمارا کسی سے کوئی معاملہ ہوتا ہے تو بیچ کے لوگ ہمیں دونوں طرف سے خوب لڑاتے ہیں، آپس میں پھوٹ ڈالتے ہیں، ان کی خواہش ہوتی ہے کہ کسی طرح ہمارے درمیان صلح نہ ہو، ہم جھگڑے فساد کی آگ میں جلتے رہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم برسہا برس ساتھ میں رہنے کے باوجود آپس میں کبھی نہیں مل پاتے اور کینہ والی زندگی گزار کر اسی حالت میں دنیا سے چلے جاتے ہیں، لہذا ایسے لوگوں سے ہمیں ہوشیار رہنا چاہئے اور جب کبھی آپسی معاملے میں بگاڑ ہو تو توبہ و استغفار کرتے ہوئے فوراً صلح صفائی کی طرف دوڑنا چاہئے، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام

وما علینا الاالبلاغ

مسجد کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ .اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰ تَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلاَّ اللّٰہَ صدق اللہ العظیم .

حضرات سامعین؟ میرا موضوع سخن مسجد اور اس کی فضلیت ہے: حضرات: مسجد خدا کا گھر ہے جہاں رب العالمین کی عبادت کی جاتی ہے جہاں بندہ اپنے سر نیاز کو مالک حقیقی کے سامنے عاجزی اور فروتنی سے خم کرتا ہے، جس طرح خانہ کعبہ پورے عالم کا مرکز ہے؛ ساری دنیا کی مسجدوں کا سردار ہے، اسی طرح مساجد اپنے محلے کا مرکز ہوتی ہیں، جیسے خانہ کعبہ سے پوری دنیا کے مسلمانوں کی اجتماعی شان ظاہر ہوتی ہے اسی طرح مسجدوں سے محلوں کی اجتماعیت اور شان کا پتہ چلتا ہے۔

ویسے تو خدا کی عبادت دنیا کے کسی بھی کونے میں کی جاسکتی ہے لیکن مسجد کا مزہ اور رنگ ہی الگ ہوتا ہے، مسجد مسلمانوں کے زندہ ہونے کا ثبوت، ایمان کی تازگی کی علامت؛ دین کی پہچان اور اسلام کا عظیم شعار ہے، یہی وجہ ہے کہ مسجد کی تعمیر کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے ارشاد خداوندی ہے: اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰ تَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلاَّ اللّٰہَ (سورۂ توبہ آیت: ۱۸)۔ترجمہ: بے شک مسجدوں کو آباد کرنا انھیں لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے، نماز کی پابندی کی، زکوۃ دیتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے نہ ڈرے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں امید ہے کہ یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے۔

اس آیت شریفہ کی تفسیر میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ: جب تم ایسے شخص کو دیکھو جو مسجد کی خبر گیری کرتا ہے یعنی اس کی تعمیر میں یا نماز کے ذریعے اس کے آباد کرنے میں آگے آگے رہتا ہے تو تم اس کے ایمان کی گواہی دو (ترمذی؛ مشکوۃ :٦٦٩)۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ'' مَنْ بَنیٰ لِلّٰہَ مَسجِداً بَنَی اللّٰہُ لَہُ بَیْتاً فِیْ الْجَنَّۃِ جس نے اللہ کے لئے مسجد کی تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی جیسا ایک گھر جنت میں بناتے ہیں (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف حدیث ٦٤٥): حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے محلوں میں مسجد بنانے کا حکم فرمایا اور اس بات کا بھی حکم فرمایا کہ مسجدوں کو صاف ستھرا رکھا جائے اور ان میں خوشبو بسائی جائے (ابوداؤد مشکوۃ:٦٦٤): ایک حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں میں سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ جگہ مساجد ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں (مسلم شریف م مشکوۃ:٦٤٤)۔

حضرات: مسجد کی تعمیر کا مطلب آج یہ سمجھا جارہا ہے کہ بس چندہ جمع کرو اور ایک مسجد بنادو یقیناً یہ ایک بڑا کام ہے لیکن مسجد کی تعمیر کا اصل مطلب یہ ہے کہ اس کی آبادی کی فکر کی جائے، نمازیوں کو جوڑا جائے ورنہ تو نماز کہیں بھی پڑھ سکتے ہیں، افسوس یہ ہے کہ آج کل مسجد بنانے والے ہی نماز نہیں پڑھتے، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں شاعر نے کہا ہے:

مسجد تو بنادی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا

انھی باتوں پر میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں........ وما علینا الا البلاغ

عدل وانصاف

الحمدلله رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسوله المبین وعلیٰ آلہٖ وصحبه اجمعین امابعد : فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم : وَاَقۡسِطُوۡا اِنّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡن: صدق الله العظیم.

حضرات گرامی قدر معزز حاضرین: اسلام بہت انصاف پسند مذہب ہے، اسلام کسی بھی قسم کے ظلم کو برداشت نہیں کرتا، یہاں انصاف کے معاملے میں کالے گورے کا فرق نہیں دیکھا جاتا، رنگ ونسل کا اعتبار نہیں کیا جاتا، حسب ونسب کی حیثیت نہیں دیکھی جاتی ، جو بھی فیصلہ ہوگا وہ انصاف کی بنیاد پر ہوگا، حق کے مطابق ہوگا، اس میں نہ تو امیر کی امیری دیکھی جاتی ہے نہ غریب کی غربت سے رحم کھا کر انصاف کے دامن کو چھوڑا جا سکتا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنّ اللّٰهَ یَأۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَاءِ ذِی الۡقُرۡبیٰ: بے شک اللہ تعالیٰ عدل وانصاف، احسان وسلوک اور رشتہ داروں کو کچھ دینے کا حکم دیتا ہے، ایک جگہ فرمایا: وَاَقۡسِطُوۡا اِنّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ :اور انصاف کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ایک جگہ ارشاد ہے: وَاِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا وَلَوۡ کَانَ ذَا قُرۡبیٰ :جب بات کہو تو انصاف کی کہو خواہ وہ تمہارے رشتہ دار و قریبی ہی کیوں نہ ہوں۔

انصاف کا معاملہ چاہے اپنی ذات سے ہو چاہے کسی قریبی رشتہ دار سے ہو، فیصلہ حق کے مطابق ہی ہوگا، سورۂ نساء آیت : ۱۲۵ر میں حکم خداوندی ہے : اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے سچی گواہی دینے والے بنو اگر چہ وہ گواہی تمہارے اپنی ہی ذات کے خلاف ہو یا یہ کہ وہ تمہارے والدین یا دوسرے رشتہ داروں کے خلاف ہو، وہ شخص اگر امیر ہے یا غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو

زیادہ تعلق ہے لہذا تم اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ۔

حضرات !عدل وانصاف کے بارے میں قرآن کی ان وضاحتوں کے بعد حضور پاک ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی سن لیں،آپ نے فرمایا:اِنّ الْمُقسِطِیْنَ عِندَ اللّٰہِ عَلیٰ مَنَابِرَ مِنْ نُّورٍ:انصاف کرنے والے اللہ کے نزدیک نور کے منبروں پر ہوں گے یعنی اللہ پاک ان کا اعزاز واکرام فرمائیں گے۔ایک دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن جن سات لوگوں کو عرش کے سایہ میں جگہ دی جائے گی ان میں ایک وہ بادشاہ بھی ہے جو انصاف کرنے والا ہو۔

محترم دوستو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انصاف تو آپ جانتے ہی ہوں گے،آپ نے عدل وانصاف کی وہ مثال قائم کی ہے جس کی مثال دنیا لانے سے قاصر ہے، چنانچہ مروی ہے کہ قیصر بادشاہِ روم کا ایک قاصد مدینہ آیا،لوگوں سے پوچھا تمہارا بادشاہ کہاں ہے؟لوگوں نے کہا ہمارا بادشاہ نہیں ہوتا ہمارا تو امیر ہوتا ہے اور وہ شہر سے باہر گیا ہوا ہے، وہ قاصد آپ کی تلاش میں باہر نکلا ، دیکھا کہ ایک جگہ دُرَّہ سرہانے رکھ کر ریت پر لیٹے ہوئے ہیں، وہ شخص یہ منظر دیکھ کر دنگ رہ گیا،اورسوچنے لگا: کیا یہی وہ شخص ہے جس سے قیصر وکسریٰ کے بادشاہ کانپتے ہیں،اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا! عمر!تم نے لوگوں کے ساتھ انصاف کیا ہے اس لئے اس قدر امن سے ہو،دنیا کے بادشاہوں نے ظلم کیا ہے اس لئے وہ خوف ودہشت میں ہیں اوران کی نیندیں اڑ چکی ہیں۔

ضرورت ہے کہ ہمارے معاشرے میں انصاف قائم ہو،ظلم کا خاتمہ ہو،مظلوموں کے ساتھ انصاف ہوتا کہ ہمارا ملک امن وسکون کا گہوارہ بن سکے اور ہر طرف چین ہی چین ہو۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر معاملے میں ہمیں انصاف کا دامن تھامنے کی توفیق عطا فرمائے۔وما علینا الا البلاغ

صدقہ کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفیٰ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْمُصْطَفیٰ اَمّا بَعد: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : اَلصَّدَقَۃُ تُطْفِئُی غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِیْتَۃُ السُّوْءِ.

حضرات گرامی محترم سامعین: صدقہ اسلام میں بہت اہمیت کا حامل ہے اس سے ضرورت مند کی مدد ہوتی ہے، ہمارے دل کی سختی ختم ہوتی ہے اور مال سے محبت میں کمی بھی ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ بہت کثرت سے صدقہ دیا کرتے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس کی ترغیب دیا کرتے تھے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ صدقہ کرنے میں جلدی کیا کرو اس لئے کہ بلاء صدقہ کو پھاند نہیں سکتی یعنی اگر کوئی بلاء و مصیبت آنے والی ہوتی ہے تو وہ صدقہ کی وجہ سے پیچھے رہ جاتی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ صدقہ برائی کے ستر دروازوں کو بند کرتا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنے مالوں کو زکوٰۃ ادا کرکے پاک کرو اور اپنے بیماروں کا صدقہ سے علاج کرو اور مصیبتوں کی موجوں کا دعا سے استقبال کرو۔

حضرات! صدقہ کے اتنے فائدے ہیں جنھیں چند لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا مختصراً بتاتا ہوں؛ کنزل العمال میں کئی احادیث کے ذیل میں یہ مضمون آیا ہے کہ اپنے بیماروں کی صدقہ سے دوا کیا کرو اور تجربہ بھی اس کا شاہد ہے کہ صدقہ کی کثرت بیماری سے شفا کا ذریعہ ہے، یہ نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے، عمر کو بڑھاتا ہے، بے عزتی سے بچاتا ہے، غم اور فکر کو کم کرتا ہے، تکلیف اور مصیبت کو دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے غصے کو دور کرتا ہے، بُری موت سے اور اچانک آنے والے حادثات سے بچاتا ہے، دشمنوں سے حفاظت کرتا ہے، موت کے وقت شیطان کے وسوسے سے

محفوظ رکھتا ہے، صدقہ قبر کی گرمی کو زائل کرتا ہے، قیامت کے دن صدقہ سایہ کا ذریعہ ہوگا، ایک حدیث میں ہے صبح کو سویرے سویرے صدقہ کر دیا کرو اس لئے کہ بلاء صدقہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

حضرات گرامی: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو قبل اس کے کہ تمہیں موت آجائے اور نیک کاموں میں جلدی کرو اس سے پہلے کہ تم اِدھر اُدھر مشغول ہو جاؤ، اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلقات کو جوڑ لو کثرتِ ذکر سے اور چھپا کر اور دکھا کر زیادہ سے زیادہ صدقہ کر کے اس لئے کہ اس کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جائے گا تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہارے نقصان کی تلافی کی جائے گی۔

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ ایک مشہور بزرگ ہیں ان کی بیوی نے ایک مرتبہ آٹا گوندھا، آٹا گوندھ کر پڑوس سے آگ لینے چلی گئی ادھر کوئی مانگنے والا آ گیا حضرت حبیبؒ نے وہ آٹا اس سائل کو دے دیا بیوی جب آگ لے کر واپس آئی تو آٹا نہیں تھا شوہر سے پوچھا تو فرمایا وہ روٹی پکنے گیا ہے بیوی کو یقین نہیں آیا تو فرمایا میں نے وہ صدقہ کر دیا ہے بیوی صاحبہ کہنے لگیں کہ واہ عجیب بات ہے تم نے اتنا بھی خیال نہیں کیا کہ گھر میں اتنا ہی آٹا تھا اب ہم کیا کھائیں گے آخر ہمارے لئے بھی تو کچھ چاہئے تھا، ابھی یہ بات چل ہی رہی تھی کہ ایک آدمی بڑے پیالے میں گوشت اور روٹیاں لے کر حاضر ہوا کہنے لگیں کیسے اتنی جلدی پکا لائے اور سالن بھی زیادہ لائے، اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جو صدقہ کی برکات میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صدقہ کرنے کی خوب توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحتیں

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ المبین وعلیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین امابعد :قال اللّٰہُ تعالی : وَلَقَدْ آتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَۃَ اَنِ اشْکُرْلِلّٰہِ: صدق اللّٰہ العظیم .

حضرت لقمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بہت نیک بندے تھے،اپنے وقت کے سب سے بڑے حکیم تھے،نہایت ہوشیار اور اعلیٰ درجے کے عقلمند تھے،ان کی باتوں میں بڑی حکمت ہوا کرتی تھی،اللہ تعالیٰ نے ایک سورت حضرت لقمان علیہ السلام کے نام سے اتاری ہے،جس میں ان کی کچھ اہم نصیحتوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

حضرات! حضرت لقمان علیہ السلام توحید پرست تھے اور شرک کو بہت بُرا جانتے تھے انھوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ:اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا اس لئے کہ شرک کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اپنے بیٹے کو گناہوں سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں: اے میرے بیٹے !اگر رائی کے ایک دانے کے برابر بھی کوئی چیز ہو اور وہ کسی چٹان میں چھپی ہو یا آسمان وزمین میں کہیں بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اٹھالے آئے گا بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بیں اور ہر چیز سے باخبر ہے: سورۂ لقمان آیت نمبر ۱۶۔

اپنے بیٹے کو عبادت اور اچھے اخلاق کی تعلیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سورہ لقمان آیت نمبر ۱۷/۱۸/۱۹/ میں ہے: اے میرے بیٹے ! نماز کی پابندی کرنا اچھی باتیں بتانا، بری باتوں سے روکنا، اس پر جو پریشانی آئے اس پر صبر کرنا کہ یہ مردانگی

کی علامت ہے، لوگوں سے اپنے چہرے کو نفرت سے نہ پھیرنا، زمین پر اکڑ کر تکبر سے مت چلنا کیوں کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے اور اترانے والے کو پسند نہیں کرتا، چلنے میں درمیانی چال اختیار کرو، اپنی آواز پست رکھو یعنی زیادہ مت چلاّؤ کیوں کہ سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔

قرآن کریم کے علاوہ احادیث مبارکہ میں بھی حضرت لقمان علیہ السلام کی بہت سی قیمتی نصیحتیں ذکر کی گئی ہیں آپ کا ارشاد ہے: بیٹا علماء کی مجلس میں کثرت سے بیٹھا کرو اور حکماء کی بات اہتمام سے سنا کرو اللہ تعالیٰ شانہ حکمت کے نور سے مردہ دلوں کو ایسا زندہ فرماتے ہیں جیسا کہ مردہ زمین زوردار بارش سے زندہ ہو جاتی ہے۔ بیٹا جو شخص جھوٹ بولتا ہے اس کے منھ سے رونق جاتی رہتی ہے، بیٹا جنازہ میں اہتمام سے شرکت کیا کرو اور تقریبات میں شرکت سے گریز کیا کرو اس لئے کہ جنازہ آخرت کی یاد کو تازہ کرتا ہے اور شادیاں دنیا کی طرف مشغول کرتی ہیں، نہ تم اتنا میٹھا بنو کہ لوگ تم کو نگل جائیں اور نہ اتنا کڑوا بنو کہ لوگ تمہیں تھوک دیں، توبہ میں دیر نہ کرنا کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں وہ دفعۃً آجاتی ہے، اپنے کاموں میں علماء سے مشورہ لیا کرو۔

غرض یہ کہ حضرت لقمان علیہ السلام کی بہت ساری باتیں ہیں جو حکمتوں کا اور دانائیوں کا مجموعہ ہے، ضرورت ہے کہ ہم ان باتوں کو معلوم کریں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ .

حسد کی مذمت

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ المبین وعلیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین امابعد :قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَاتَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَاناً .

حضرات گرامی قدر، محترم سامعین: مسلمان وہ ہوتا ہے جوسب انسانوں کے لئے اچھائی چاہتا ہے، وہ اپنے اوپر دوسروں کوفوقیت دیتا ہے، کسی کوکمترنہیں سمجھتا، کسی کی نعمت دیکھ کرنہیں جلتا، مسلمان کسی سے حسد نہیں کرتا، وہ حسد کی برائی سے پاک ہوتا ہے، کیوں کہ حسد نیکی اورمحبت کے خلاف ہے، ایثاروقربانی کے خلاف ہے، ہمدردی اورغمگساری کی خلاف ہے، وہ سمجھتا ہے کہ حسد دراصل خدائی تقسیم پراعتراض ہے لہذا یہ ایمان کے بھی خلاف ہے، قرآن مجید میں ہے: اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ (النساء آیت:۵۴)، کیا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس فضل پرجواللہ نے انھیں عطا کیا ہے، مطلب یہ ہے کہ تم کون ہوتے ہوخدا پراعتراض کرنے والے اللہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔

حضرات! حسد کہتے ہیں: کسی کی خوشحالی پرجلنا اوراس کی بربادی کی تمنا کرنا، حاسد کبھی نہیں چاہتا کہ کسی کوکچھ مال ودولت ملے، کسی کوحسن وشرافت ملے؛ وہ ہرایک کی نیک نامی سے جلتا ہے، وہ دوسری کی عزت وشہرت سے پریشان رہتا ہے، اور جب دل کی یہ آگ زیادہ بھڑکتی ہے توانسان نہایت گھٹیا حرکت پراُتر جاتا ہے یہاں تک کہ حسد کبھی کبھی قتل وغارت اوردائمی دشمنی کا ذریعہ بن جاتا ہے، یہ حسد ہی تھا جس نے ابلیس کو آدم علیہ السلام کے آگے سجدے سے روک دیا، یہ حسد ہی تھا جس نے قابیل کو ہابیل

کے قتل پر آمادہ کیا، یہ حسد ہی تھا جس نے برادران یوسف کو یوسف علیہ السلام جیسے معصوم پیغمبر کے ساتھ ظلم وزیادتی پر مجبور کیا، مگر آپ جانتے ہیں کہ اس حسد کے نتیجے میں نقصان کس کا ہوا تھا، ذلت کس کو ملی تھی، شرمندہ کس کو ہونا پڑا تھا، معلوم ہوا کہ حسد کرنے والا حسد سے صرف اپنا ہی نقصان کرتا ہے وہ خود اپنی ہی آگ میں جل بھن کر ختم ہو جاتا ہے۔

حسد کی برائی سمجھنے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حسد سے پناہ مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے، فرمایا: وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ'' یعنی اے نبی ﷺ آپ کہئے کہ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

نیز آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تأكل النَّارُ الْحَطَبَ'' (ابوداؤد شریف)، حسد سے بچو کیوں کہ یہ نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ ایک جگہ فرمایا: لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَاتَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَاناً : یعنی ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، اعراض نہ کرو، اور آپسی قطع تعلق نہ کرو، اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ (بخاری ومسلم)۔

دنیا میں سب سے زیادہ حاسد قوم یہودی ہیں، لہذا یہ مسلمانوں کا شیوہ ہرگز نہیں ہوسکتا، مسلمان ہو اور حاسد ہو بڑے تعجب کی بات ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کسی بندے کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہوسکتے (نسائی شریف)۔

اس لئے آج سے یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم کسی سے حسد نہیں کریں گے، کوئی آگے بڑھ رہا ہے تو اسے دعا دیں گے، ماشاء اللہ کہیں گے، اس کی نعمت کو دیکھ کر نہیں جلیں گے، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے اس عمل سے خوش ہو کر ہمیں بھی وہ دولت وشہرت عطا کردے، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ وما علينا الا البلاغ۔

دغا بازی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْمُصْطَفیٰ اَمّا بعد: عَنْ اَنسٍ قَالَ قَلَّمَا خَطَبنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلیَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ: لا اِیْمَانَ لِمَنْ لا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان).

حضرات سامعین، معزز حاضرین: ابھی ابھی میں نے آپ لوگوں کے سامنے ایک حدیث مبارکہ پڑھی ہے، جس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: بہت کم ایسا ہوا کہ رسول ﷺ نے ہمیں خطاب کیا ہو اور اس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ: اس شخص کا ایمان نہیں جو امانت دار نہیں اور اس کے دین کا کوئی اعتبار نہیں جس کے اندر عہد کی پابندی نہیں۔

آج ہمارے معاشرے میں دھوکہ دہی عام ہوتی جارہی ہے، مکروفریب کو ہوشیاری کا نام دیا جارہا ہے، دغا بازی کو عقلمندی کا کام سمجھا جارہا ہے، جب سے آن لائن اور نیٹ بینکنگ کا سسٹم شروع ہوا ہے تب سے دھوکہ دہی کے معاملے روز بروز بڑھتے جارہے ہیں، پہلے زمانے میں دھوکہ دینا لچے لفنگوں اور گھٹیا قسم کے لوگوں کا کام تھا آج کے دور میں اسے پڑھے لکھے لوگ فیشن کے طور پر کررہے ہیں، افسوس کہ اس معاملے میں آج مسلمان بھی کسی سے پیچھے نہیں ہے۔

حضرات! دھوکہ دہی اسلام میں نہایت برا عمل ہے، اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام نے اس سے سختی سے روکا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں یہ چار صفات ہوں وہ پکّا منافق ہے اور جس میں ان چار میں سے کوئی ایک خصلت ہو اس میں منافقت کی ایک صفت ہے جب تک کہ وہ اسے نہ چھوڑ دے، جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے، بات کرے تو جھوٹ بولے، معاہدہ کرے تو دھوکہ دے

اور جب لڑے تو گالی دے (بخاری ومسلم)۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ غلے کے ڈھیر سے گزرے، اس میں ہاتھ داخل کیا تو آپ کی انگلیاں تر ہوگئیں پوچھا ''اے غلے والے! یہ کیا ہے؟ اس غلے والے نے کہا ''رات بارش ہوگئی تھی تو ہم نے سوکھا غلہ اوپر رکھ دیا آپ نے فرمایا: گیلے والے حصہ کو اوپر کیوں نہ کر دیا تا کہ لوگ اسے دیکھ سکتے، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي جس نے دھوکہ دیا وہ مجھ میں سے نہیں ہے، (صحیح مسلم)۔

یاد رکھنا چاہئے کہ جب ہم کسی کو دھوکہ دیتے ہیں تو اس کا وبال ہمارے ہی اوپر پڑتا ہے قرآن پاک میں ہے'' فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ '' (الاحزاب آیت:۵۸) کہ جو شخص عہد توڑے گا یعنی دھوکہ دے گا تو عہد توڑنے کا وبال اسی پر ہوگا، ایک جگہ فرمایا: وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (فاطر آیت:۴۳) اور بری تدبیر یعنی مکر وفریب اس کے کرنے والے ہی پر پڑتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جگہ جگہ پر وعدہ پورا کرنے کا حکم فرمایا ہے اور وعدہ پورا کرنے کو ایمان واسلام کی علامت بتلائی ہے، سورہ بقرہ میں ہے'' وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا'' یعنی مؤمنین جب کسی سے وعدہ و معاہدہ کرتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں، اسی طرح ان لوگوں پر سخت وعید نازل فرمائی ہے جو عہد کو توڑتے ہیں، اسی سورت میں ہے: اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ '، یعنی کفار ومشرکین ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عہد کو قسم کھانے کے بعد بھی توڑتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ دھوکہ اور دغا بازی نہایت ناپسندیدہ عمل ہے یہ ایمان کے لئے زہر قاتل اور معاشرے کے لئے بہت خطرناک ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس برے عمل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین؛ وما علینا الا البلاغ ، والسلام

کامیابی کے چار اصول

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم اما بعد : قال اللّٰه تعالیٰ :

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا و عملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر: صدق اللّٰه العظیم .

محترم سامعین کرام: میں نے آپ حضرات کے سامنے سورۂ عصر کی تلاوت کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قسم ہے زمانے کی انسان درحقیقت بڑے نقصان میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

حضرات! یہ سورت دیکھنے میں بہت چھوٹی سی سورت ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سورت پورے دین کا خلاصہ ہے، اسی وجہ ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: اگر اللہ تعالیٰ صرف یہی ایک سورت نازل کردیتا تو انسانوں کی ہدایت کے لئے کافی تھا۔

بہرحال اس مبارک سورت میں اللہ تعالیٰ نے زمانے کی قسم کھا کر یہ فرمایا ہے کہ سارے کے سارے انسان نقصان میں ہیں سوائے ان لوگوں کے کہ جن میں یہ چار صفات پائی جائیں (1) ایمان، یعنی جس کا اللہ تعالیٰ پر اس کے بھیجے گئے دین پر، اس کے رسولوں پر اور اس کے تمام احکامات پر کامل ایمان و یقین ہو کہ یہ سب برحق ہے، سچا ہے اور خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے، معلوم ہوا ایمان کامیابی کی پہلی شرط ہے جس کے بغیر نجات کا ملنا ناممکن ہے۔

(2) نیک اعمال: اس کا مطلب ہے ایمان کے تقاضے پر عمل کرنا، اگر ایمان ہے لیکن عمل نہیں ہے تو جیسے چراغ ہو اور اس میں تیل نہ ڈالا جائے تو چراغ بیکار رہے

،اسی طرح عمل کے بغیر ایمان کے ختم ہونے کا خدشہ ہوتا ہے،لہذا کامیابی کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایمان کی مضبوطی اور اس کی حفاظت کے لئے نیک راہ اختیار کئے جائیں،اپنے آپ کو اچھے اعمال سے آراستہ کیا جائے۔

(3) ایک دوسرے کو حق کی بات بتاتے رہنا، تاکہ ہمارا سماج غلط راستے پر نہ جاسکے، خالی ہمارا نیک ہونا کافی نہیں ہے، معاشرے کو نیک بنانا بھی ہماری ذمہ داری ہے، جب ماحول نیک ہوگا تو عمل کی راہ بھی آسان ہوگی اور جب کسی معاشرے میں نیکی کی صفات پائی جاتی ہے وہاں رحمت خدا کا نزول ہوتا ہے، امت مسلمہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو حق بات بتائے، خیر کی تعلیم دے، برائیوں سے روکے، اور انسانیت کو غلط راہ پر جانے سے بچانے کی کوشش کرے۔

(4) حق بات بتانے میں اگر کوئی تکلیف ہو تو اس پر صبر کرتے رہنا، حق پر ثابت قدم رہنا، جو کوئی حق بات پہونچانے اور غلط بات سے روکنے لئے تکلیفیں برداشت کرتا ہے اور صبر وہمت سے کام لیتا ہے بالآخر کامیابی اس کے قدم چومتی ہے اور اسے جو ثواب عطا کیا جاتا ہے وہ چند الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا، خلاصہ کلام یہ کہ جو کوئی ان چار باتوں پر عمل کرے گا وہ یقیناً کامیاب ہوگا۔

حضرات !اس سورت میں ''عصر سے زمانے کی قسم کھائی ہے، عصر سے مراد زمانہ بھی ہوسکتا ہے اور عصر کا وقت بھی، لیکن سب کا مطلب ایک ہی ہے کہ انسان کے پاس سب سے قیمتی چیز اس کا وقت ہے، اگر کسی نے اس کی قدر نہیں کی تو نقصان ہی نقصان ہے، نیکی کا وقت دنیا ہی میں ہے اور وقت کی مقدار صرف اتنی ہے جتنا عصر سے مغرب تک کا، یہ سانس کی طرح ٹوٹی جارہی ہے اور برف کی طرح دن بدن پگھل رہی ہے پس کامیاب ہے وہ شخص جو وقت کا صحیح استعمال کرکے ان چار صفات سے اپنے کو آراستہ کرلے۔و ماعلینا الا البلاغ.

محرم الحرام کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُوْلِهِ الْمُصْطَفیٰ اَمّا بعد: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ.

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے یہ ان مہینوں میں سے ایک ہے جسے اللہ تعالیٰ نے محترم مہینہ قرار دیا ہے اس مہینے کی عظمت وحرمت آج سے نہیں بلکہ زمانۂ جاہلیت کے پہلے سے چلی آرہی ہے، اسلامی اعتبار سے جہاں یہ پہلا مہینہ ہے وہیں بہت قابل تعظیم اور لائق احترام مہینہ ہے، رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے محرم الحرام کے روزے فرض تھے، جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تب سے اس ماہ کے روزے سنت قرار دئے گئے۔

حضرات گرامی: اس مہینے کی دسویں تاریخ کو ''یوم عاشورہ'' کہا جاتا ہے جس دن روزہ رکھنا مسنون ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ یہودیوں کی بستی میں تشریف لے گئے دیکھا تو وہ لوگ روزے سے تھے آپ نے پوچھا تم لوگوں نے کس وجہ سے روزہ رکھا ہوا ہے؟ انھوں نے کہا کہ آج ہی کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعونیوں سے نجات دی تھی اور آج ہی کے دن فرعون کو غرق کیا گیا تھا جس کے شکرانے میں ہم لوگ ہر سال روزہ رکھتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو ہم موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ حقدار ہیں، اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو وہ دن ہے جس کی یہودی بہت تعظیم کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا اس کے بعد سے محرم کے دسویں تاریخ کے ساتھ نویں یا گیارھویں تاریخ کے دو روزے سنت قرار دئے گئے تا کہ سنت بھی ادا ہو جائے اور یہودیوں کی مشابہت بھی لازم نہ آئے۔

حضرات! عاشورہ کا روزہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی عاشورہ یعنی دسویں محرم الحرام کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے ایک سال کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں، فرمایا: رمضان کے روزے کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ کا مہینہ محرم کا روزہ ہے۔

یہاں اس بات پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کو اللہ کا مہینہ قرار دیا ہے اب ذرا سوچئے جو مہینہ اللہ کا ہو وہ مہینہ منحوس کیسے ہوسکتا ہے وہ مہینہ بے برکت اور غم کا مہینہ کیسے ہوسکتا ہے، آج بہت سارے مسلمان محرم میں شادی نہیں کرتے، گھر کی افتتاح کرنی ہو تو نہیں کرتے، کوئی کاروبار شروع کرنا ہو تو نہیں کرتے، کہیں دور سفر پر جانا ہو تو محرم کے گزرنے کا انتظار کرتے ہیں، یہ سب کیا ہیں ذہنی خرافات، عقل سے دور اور اسلام سے الگ تھلگ خیالات، ایک مسلمان کو ان خرافات سے بچنا چاہئے، اگر کچھ کرنا ہی ہے تو اس ماہ مبارک میں ہمیں توبہ استغفار کرنا چاہئے اور یہ سوچنا چاہئے کہ یہ نئے سال کی شروعات نہیں بلکہ ہماری زندگی کے ایک سال اور کم ہونے کی گھنٹی ہے لہذا ہم نے پہلے کیا کیا اس کا احتساب کریں اور اپنے گناہوں پر معافی مانگ کر آئندہ تقویٰ کی زندگی گزارنے کا عہد کریں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمُصْطَفٰی اَمّا بَعد: قَالَ تَعَالٰی : وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ. صدق اللّٰہ العظیم .

حضرات گرامی، اسٹیج پر رونق افروز علماء کرام، معزز حاضرین!

روئے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد جو جماعت سب سے زیادہ معزز و مکرم ہے، وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے، پھر صحابہ کرام میں جو شخصیت سب سے زیادہ افضل اور لائق تعظیم ہے وہ امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے، آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت نبیوں اور رسولوں کے بعد پوری کائنات میں تمام انسانوں سے اعلیٰ، ساری مخلوقات سے اشرف اور سب سے عظیم ہے۔

آپ کا نام نامی عبد اللہ ہے، والد کا نام عثمان ابو قحافہ، ابوبکر کنیت، صدیق و عتیق آپ کا لقب ہے، واقعۂ فیل سے دو سال چار ماہ کچھ دن بعد آپ کی ولادت ہوئی، آپ کا شجرۂ نسب ساتویں پشت میں حضرت رسول کریم ﷺ سے جا ملتا ہے، مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے اور آپ ہی کی محنتوں سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام ایمان میں داخل ہوئے۔

حضرات گرامی! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ ذات گرامی ہے جنھوں نے

اپنی پوری زندگی رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں گزار دی، اسلام کی اشاعت کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دی، حضور ﷺ کے ساتھ آپ سائے کی طرح رہتے تھے، ہر موقع پر آپ کی مدد کرتے رہے۔

ہجرت کا مشہور واقعہ جس میں اکثر صحابہ کرام مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے اس موقع پر آپ کو حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت کی سعادت حاصل ہوئی اور پھر تین دن آپ ﷺ کے ساتھ غار ثور میں رہ کر یارِ غار بننے کا شرف پایا، مدینہ پہونچنے کے بعد جب مسجد نبوی کے لئے زمین کی ضرورت پڑی تو آپ نے اپنے خاص پیسے سے پوری زمین خرید کر مسجد نبوی کے لئے وقف کر دیا، غزوہ تبوک کے موقع پر جب سارے صحابہ سامان جہاد جمع کر رہے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر کا پورا سامان حضور کے قدموں میں لے آئے، جب حضور نے پوچھا کہ ابوبکر گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو تو فرمایا: گھر میں اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرات: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ ذات گرامی ہیں جنھیں حضور کی زندگی میں ہی امامت کا شرف حاصل ہے، آپ نے حضور ﷺ کی موجودگی میں سترہ نمازیں پڑھائیں، پوری امت میں آپ ہی کو یہ سعادت حاصل ہے کہ خود، والدین کریمین، اولاد امجاد اور پوتے یعنی چار پشتیں شرف صحابیت سے مشرف ہوئیں، آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ہی سب سے پہلے خلیفہ بنائے گئے، اور جب حضور ﷺ کے انتقال کے بعد ارتداد کا فتنہ کھڑا ہوا، زکوۃ وصدقات کا انکار کرنے والا گروپ تیار ہوا، ایک طرف بادشاہ روم کی طرف سے مدینہ پر چڑھائی کی تیاری تھی تو دوسری جانب جھوٹی نبوت کا دعویدار مسیلمہ کذاب مدینہ کا

گھیرا بندی کر رہا تھا ایسے نازک وقت میں آپ ہی کی جرأت و ہمت تھی جس نے ان تمام فتنوں کا مقابلہ کیا اور مدینہ کو اس نازک حالات سے بچالیا، اسلام پر آپ کا یہ عظیم احسان کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔

حضرات گرامی: یقیناً سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے سچے خادم اور رسول کریم ﷺ کے سچے جاں نثار تھے، آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ میں نے سب کا احسان چکا دیا ہے لیکن ابو بکرؓ کے احسان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ادا کریں گے۔

آپ کی مدت خلافت کل دو سال چار ماہ ہے، ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ منگل کی رات مغرب وعشاء کے درمیان اسلام کا یہ عظیم آفتاب و ماہتاب غروب ہو گیا، وصیت کے مطابق آپ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا آپ کو غسل دیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور رسول ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین .

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ المبین وعلیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین امابعد :قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم :لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیّاً لَکَانَ عُمَرُ.

محترم حضرات، معزز حاضرین!

آج کی محفل میں ایسی شخصیت کا ذکر جمیل کرنے جارہا ہوں جن کے تذکرے سے دل ودماغ میں ایمان کی تازگی بھر جاتی ہے، جن کے تذکرے سننے کے بعد قلب ونگاہ مسرت سے ہمکنار ہوتی ہے، جن کا نام آنے سے دل میں جوش، ولولہ، ہمت وحوصلہ، جرأت و بے باکی پیدا ہوتی ہے، باطل کے سامنے ڈٹ جانے کا جذبہ حاصل ہوتا ہے، میری مراد اس سے دعاء رسول، مراد مصطفیٰ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔

حضرات! آپ کا تعلق قریش کی عدوی شاخ سے تھا، ابوحفص کنیت ہے اور فاروق لقب ہے، واقعۂ فیل کے تیرہ سال بعد ۵۸۴ء میں آپ پیدا ہوئے اور اسلام کے پانچویں یا چھٹے برس ستائیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، آپ سے قبل چالیس مرد اور گیارہ عورتیں اسلام لاچکی تھیں، اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کے اسلام لانے کی دعاء فرمائی تھی، جس وقت آپ اسلام لائے اس وقت جبریل امین نے رسول اللہ ﷺ کو یہ خوشخبری سنائی کہ: یارسول اللہ! عمر کے اسلام

لانے سے آسمانوں کے مکین بہت خوش ہوئے ہیں، خود آپ ﷺ کو اور تمام مسلمانوں کو آپ کے اسلام لانے پر بے حد خوشی تھی، آپ کے اسلام لانے پر اسلام کو بہت غلبہ نصیب ہوا، مسلمان کھلم کھلا کعبہ میں نماز پڑھنے لگے۔

آپ کا مقام ومرتبہ یہ ہے کہ سوچتے زمین پر تھے لیکن اس کا فیصلہ آسمان پر ہوجاتا تھا، کئی بار آپ نے سوچا کہ اسلام میں یہ حکم ہونا چاہئے ، یہ قانون ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی حکم نازل فرمادیا، چنانچہ پردہ کا حکم، مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز وغیرہ کا حکم آپ کی خواہش کے مطابق اتارا گیا، اسی لئے تو حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق کو جاری کر دیا ہے، اسلام پر آپ کی مضبوطی اور پختگی کا یہ عالم ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا، مگر چوں کہ حضور آخری نبی ہیں اس لئے ایسا نہیں ہوسکتا، ایک موقع پر آپ نے فرمایا: عمر تم سے تو شیطان بھی ڈرتا ہے۔

حضرات! آپ کے دور سلطنت میں اسلامی حکومت روم وفارس اور یورپ سے بھی آگے نکل گئی تھی، یہاں تک اسلامی سلطنت کی حدود بائیس لاکھ مربع میل تک پھیلی ہوئی تھی، اسلام میں سن ہجری جاری کرنے والے آپ ہی ہیں، اسلام کے سب سے پہلے قاضی آپ ہی ہیں اور آپ ہی نے قاضی کو سب سے پہلے مقرر کیا اور اس کا وظیفہ بیت المال سے مقرر کیا، سب سے پہلے مسجد میں فرش بچھانے کا انتظام آپ نے کیا، عوام کی بھلائی، قوم کی دیکھ بھال، راتوں کا پہرہ ، درے اور کوڑے کی سزا، دفتروں کا قیام وغیرہ بے شمار اہم چیزوں کی شروعات آپ ہی سے ہوئی ہے، آپ نے دنیا کو عدل وانصاف کا وہ نمونہ دیا ہے کہ قیامت تک کوئی اس کی مثال نہیں لاسکتا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ مسلمانوں کے خلیفہ اور امیر مقرر

ہوئے اور دس سال چھ مہینے تیرہ دن تک خلافت کے فرائض انجام دیتے رہے، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے ایک مجوسی غلام ابولؤلؤ فیروز نے فجر کی نماز میں بروز بدھ ۲۷/ذی الحجہ ۲۴ھ کو زہر آلود خنجر سے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا جس کے نتیجے میں ا/محرم الحرام بروز اتوار چودہ دن زخمی حالت میں گذار کر اس دارفانی سے تشریف لے گئے، حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضور ﷺ کے دوسرے پہلو میں مدفون ہوئے، رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين .

حضرت عثمان بن عفان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْمُصْطَفٰى اَمَّا بَعد: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لِكُلِّ نَبِيٍ رَفِيْقٌ وَ رَفِيْقِيْ يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ (مشكوة : ۶۰۸۱۰، بحواله ترمذی).

حضرات گرامی معزز حاضرین!

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسلام کی ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جن کی مثال قیامت تک نہیں لائی جاسکتی ،جن کے اعلیٰ صفات ، بے مثال سخاوت ،اورانتہائی درجہ کی شرم وحیا کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے،قریش کی اموی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں،آپ کی ولادت واقعۂ فیل کے چھ سال بعد ہوئی ہے،آپ پہلے پہل اسلام لانے والوں میں سے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا،آپ نے دومرتبہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی،غزوۂ بدر کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بیمار ہوجانے کی وجہ سے آپ کو حاضری سے منع فرمایا اوران کی تیمارداری کا حکم صادر فرمایا لیکن انھیں ان تمام انعام واکرام سے نوازا جو عام بدری صحابۂ کرام کو عطا ہوئے،صلح حدیبیہ کے موقع پر جب قریش کو سمجھانے کے لئے آپ کو مکہ بھیجا گیا اور آپ کے بارے میں یہ خبر پھیل گئی کہ آپ قتل کردیئے گئے تب اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کا انتقام لینے کے لئے ایک درخت کے نیچے تمام صحابۂ کرام سے جہاد پر بیعت لی جسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے،چونکہ اس میں حضرت عثمانؓ شریک نہ ہوسکے

تھے اس لئے آپ ﷺ نے ان کی طرف سے اس انداز میں بیعت فرمائی کہ اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: ''یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے''۔

حضرت عثمان کا ایک لقب ذوالنورین ہے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کی دوصاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اوران کی وفات کے بعد حضرت ام کلثومؓ آپ کی نکاح میں آئیں، حضرت عمرفاروقؓ کی وفات کے بعد ایک محرم الحرام کو آپ خلیفہ بنائے گئے، اور ۳۶ھ اٹھاسی سال کی عمر میں ایک مصری اسود کے ہاتھوں نہایت مظلومانہ حالت میں جام شہادت نوش کیا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے، نماز جنازہ حضرت حکیم بن حزام نے پڑھائی، آپ کی مدت خلافت گیارہ سال گیارہ ماہ چودہ دن یعنی بارہ سال ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اسلام پر بے حد احسانات ہیں، مدینہ شریف میں پانی کے لئے مسلمانوں کو بڑی دقت تھی آپ نے ایک یہودی سے سارا کنواں (رومہ نامی ۳۵ ہزار درہم میں) خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کردیا، جنگ تبوک میں آپ نے تقریباً تہائی فوج کے اخراجات برداشت کئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے جنت میں میرا رفیق عثمان ہے، اللہ آپ سے راضی ہو اور آپ پر سلام ہو۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ المبین وعلیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین امابعد :قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انا مدینۃ العلم وعلی بابھا.

محترم حضرات،معزز مہمانان،حاضرین جلسہ!

میری تقریر کا عنوان ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت ، بھلا شیر خدا، حیدر کرار، داماد رسول، سرداران جنت حسنین کریمین کے والد ماجد امیر امؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کون ناواقف ہوگا، یہ وہ مقدس ہستی ہے جس کی پرورش خود رسول کائنات ﷺ نے فرمائی ہے، یہ وہ ذات گرامی ہے جسے ہجرت کی رات حضور کی جگہ حضور کے بستر پر سونے کا شرف حاصل ہوا ہے، یہ وہ پاکیزہ انسان ہے جنھیں رسول اللہ ﷺ نے جنگ تبوک کے موقع پر مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور فرمایا یہ میرے لئے حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون کی طرح ہے، یہ وہ عظیم ہستی ہے جن کے بارے میں آپ نے فرمایا:علی کی محبت میری محبت ہے۔

حضرات ! آیئے آج ایسی مقدس ہستی کے کچھ حالات جانتے ہیں جن سے محبت کرنا بھی ایمان ہے،آپ کا نام علی، والد کا نام ابوطالب،کنیت : ابوالحسن اور ابوتراب ، لقب : اسداللہ یعنی شیر خدا' اور حیدر کرار، رسول اللہ ﷺ کے خاص چچا ابوطالب کے فرزند ہیں اور بچپن سے ہی آپ ﷺ کی تربیت میں رہے،بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے بھی آپ ہی ہیں؛ اسلام لانے کے وقت آپ کی عمر آٹھ سے دس سال کی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نہایت بہادر انسان تھے، انتہائی عقلمند اور ہوشیار تھے، تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے، حد درجہ عبادت گزار تھے، دنیا سے بے رغبت رہتے، کثرت سے رونے والے تھے وہ اسلام کے عظیم مجاہد تھے، جنگ خیبر میں مرحب جیسے پہلوان کو پچھاڑ ڈالا اور قلعہ کے انتہائی وزنی دروازے کو اپنی ایمانی قوت سے تن تنہا اٹھا کر دور پھینک ڈالا، آپ ﷺ نے فرمایا ''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے''۔

حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی صرف جنگ تبوک میں ضرورتاً آپ کو مدینہ میں روک لیا گیا تھا، ۱۸/ذی الحجہ ۳۵ھ کو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے، اور جمعہ ۱۸/رمضان المبارک ۴۰ھ میں عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں زخمی ہوئے اور تین روز بعد اس جہان فانی سے تشریف لے گئے، حضرت حسن و حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ کو غسل دیا، نماز جنازہ حضرت حسن نے پڑھائی اور صبح کے وقت آپ کو دفن کیا گیا، آپ کی کل عمر کے بارے میں تین اقوال ملتے ہیں ۵۸/۶۵/۶۷، اور مدت خلافت چار سال نو ماہ ایک دن ہے۔

آپ پر سلام ہو اور اللہ آپ سے راضی ہو، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین .

علم اور علماء کی اہمیت

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ المبین وعلیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین امابعد :قال اللّٰہ تعالیٰ " وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰت: صدق اللّٰہ العظیم .

محترم حضرات، علماء کرام، معزز حاضرین!

علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، ہر مسلمان کو اتنا علم حاصل کرنا ضروری ہے جس سے وہ حلال وحرام کی پہچان کر سکے، اپنی نماز، اپنی زکوٰۃ، اپنا روزہ اور حج کی صحیح ادائیگی کر سکے۔

مگر وہ مسلمان جس کا پہلا سبق ''پڑھو'' یعنی علم سے دیا گیا ہے، جس کے نبی نے فرمایا کہ ''میں مُعلم'' یعنی علم سکھانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں، جس مذہب میں علم کی اہمیت کو خوب اجاگر کیا گیا ہے، افسوس وہی قوم آج علم سے کوسوں دور ہے، کیا بچہ اور کیا جوان سب کو علم سے گویا نفرت سی ہے، نسلیں کی نسلیں جہالت میں سفر کر رہی ہیں مگر علم دین کا ذرا بھی شوق نہیں ہے، جب کہ علم دین وہ علم ہے جس سے دنیا میں بھی عزت ورفعت ملتی ہے اور آخرت میں بھی سرخروئی نصیب ہوتی ہے۔

حضرات! سنئے اور غور سے سنئے! علم کا اللہ کے لئے سیکھنا اس کے خوف کے حکم میں ہے، اس کی طلب میں نکلنا عبادت ہے، اس کا یاد کرنا تسبیح ہے، اس کی تحقیقات میں بحث کرنا جہاد ہے، اس کا پڑھنا صدقہ ہے، اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ کے یہاں قربت کا سبب ہے، علم جائز وناجائز کے پہچاننے کی علامت ہے، جنت کے راستوں کا نشان ہے، وحشت میں جی بہلانے والا ہے، سفر کا ساتھی ہے، تنہائی

میں محدث ہے، خوشی ورنج میں دلیل ہے، دشمنوں پر ہتھیار ہے، حق تعالیٰ شانہ اس علم کی بدولت جماعت علماء کو بلند مقام عطا فرماتا ہے، پس یہ خیر کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں، اور ایسے امام ہوتے ہیں جن کے نشان قدم پر چلا جائے، ان کے کردار کی اتباع کی جائے، ان کی رائے پر عمل کیا جائے،، فرشتے ان سے دوستی کی چاہت کرتے ہیں، اپنے پروں کو ان کی راہ میں بچھا دیتے ہیں۔

بزرگو! علم دین سیکھنے والوں کے لئے دنیا کی ہر تر وخشک چیز دعاء مغفرت کرتی ہے، حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں، جنگل کے درندے، چرنے والے جانور، بلوں میں رہنے والے زہریلے سانپ اور دوسرے جانوران کے لئے دعا کرتے ہیں، اور کیوں نہ ہو کہ علم دلوں کی روشنی ہے، آنکھوں کا نور ہے، علم کی وجہ سے بندہ امت کے بہترین افراد تک پہونچ جاتا ہے، آخرت کے بلند مرتبوں کو حاصل کرلیتا ہے، اس کا مطالعہ روزوں کے برابر ہے، اس کا یاد کرنا تہجد کے برابر ہے، اسی سے رشتے جوڑے جاتے ہیں، اسی سے حلال وحرام کی پہچان ہوتی ہے، وہ عمل کا امام ہے اور عمل اس کے تابع ہے، نیک بخت لوگوں کو اس کی توفیق دی جاتی ہے اور بد بخت اس سے محروم رہتے ہیں۔

حضرات! حضرات جو قوم دنیا میں جاہل رہتی ہے علم سے دوری اختیار کرتی ہے اس کی حیثیت زمین پر مردے جیسی ہے، وہ قوم کبھی ترقی نہیں کرسکتی، ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم علم دین حاصل کریں، اپنی آخرت کو سنواریں کیوں یہی عزت ہے یہی ہماری نجات کا سامان ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین .

ذکر کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفیٰ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْمُصْطَفیٰ اَمّا بَعد:

قَالَ تَعَالیٰ : فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرُکُمْ ، وَقَالَ : وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ، صدق اللّٰہُ العظیم۔

حضرات اکابر، معزز حاضرین، پیارے دوستو!

اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد کے لئے ہمیں مختلف عبادتیں عطا فرمائی ہیں، نماز، روزہ، حج ، صدقہ وخیرات یہ سب اسی کی شکلیں ہیں، لیکن ان تمام عبادتوں کے ساتھ ہمیں ایک اہم عبادت ذکر کی شکل میں عطا فرمائی ہے جو عبادتوں میں سب سے آسان ہونے کے باوجود سب سے افضل عبادت ہے، جس کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔

حضرات ! آج ہمارا نام کسی بڑی مجلس میں آجائے ، کوئی سرکاری آدمی کسی مجمع میں ہمارا تذکرہ کردے تو ہم کتنا خوش ہوتے ہیں، ہم اپنی خوش نصیبی پر پھولے نہیں سماتے ،لیکن یہ کیا خوش نصیبی ہے جو ایک وقت کے بعد ختم ہوجائے گی ، اصل خوش نصیبی اور فخر کی بات تو یہ ہے کہ ہمارا تذکرہ اس مجلس میں آجائے جہاں معصوم فرشتے بیٹھے ہوں اور ذکر کرے والا کوئی اور نہیں بلکہ خود اللہ جل جلالہ ہو، بھلا اس سے بڑی سعادت اور کیا ہوسکتی ہے، ارشادربّانی ہے: فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرُکُمْ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

،حضرات گرامی ! ذکر کے اتنے فائدے ہیں جنھیں چند لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا ، علامہ ابن القیّم جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کے سو سے بھی زیادہ فائدے لکھے ہیں ان میں سے چند ایک فائدے آپ بھی سماعت فرمائیں۔

فرماتے ہیں : ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے ، اس کی قوت کو توڑتا ہے ، اللہ کی خوشنودی کا سبب ہے، دل سے فکر وغم کو دور کرتا ہے، قلب میں فرحت وانبساط پیدا کرتا

ہے، بدن اور دل کو قوت بخشتا ہے، چہرہ اور دل کو منور کرتا ہے، رزق کو کھینچتا ہے، ذکر کرنے والے کو ایک رعب عطا کیا جاتا ہے، حلاوت کا لباس پہنایا جاتا ہے، ذکر اللہ کی محبت پیدا کرتا ہے، ذکر اللہ کے قرب کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ کی معرفت کا دروازہ ہے، اللہ کا خوف اور ہیبت نصیب ہوتا ہے، ذکر دل اور روح کی غذا ہے، ذکر دل کے میل کچیل اور زنگ کو دور کرتا ہے، ذکر دل کے لئے ایسا ہے جیسے مچھلی کے لئے پانی ہوتا ہے۔

ذکر اللہ کی برکت سے زبان لغویات سے محفوظ رہتی ہے، چغل خوری، جھوٹ، بدگوئی اور غیبت سے زبان کی حفاظت ہوتی ہے، ذکر کی مجلس فرشتوں کی مجلس جیسی ہوتی ہے، ذکر کی برکت سے گناہ کا چھوڑنا آسان ہوجاتا ہے، ذکر کی کثرت سے دوسری نیکیوں کی توفیق ہوتی ہے، ذکر کی وجہ سے اور عبادتوں کا کرنا آسان ہوتا ہے، ذکر الٰہی سے انسان سعید و نیک بخت بن جاتا ہے، ذکر قیامت کے دن حسرت وافسوس سے بچنے کا ذریعہ ہے، ذکر آسان ہونے کے باوجود تمام عبادت سے افضل ہے، ذکر کی پابندی کرنے والا جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوگا۔

ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ”یا اللہ ! تونے مجھ پر بہت احسانات کئے ہیں مجھے کوئی ایسا طریقہ بتلادے کہ میں تیرا شکر ادا کرسکوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ ! تم جتنا زیادہ میرا ذکر کروگے اتنے ہی زیادہ شکر ادا کرسکوگے، اپنی زبان کو میرے ذکر کے ساتھ تروتازہ رکھا کرو۔

محترم حضرات ! ذکر اللہ کے اتنے فضائل معلوم ہونے کے بعد ہمیں چاہئے کہ ہم ہروقت اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر کرتے رہیں، اس کی یاد کو اپنے دل کا قرار بنائیں، تاکہ کل قیامت کے دن کسی طرح کا کوئی حسرت افسوس نہ اٹھانی پڑے۔

رشک کرتا ہے فلک ایسی زمیں پر اسعد ☆ جس پہ دو چار گھڑی ذکر خدا ہوتا ہے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین .

ابلیس کے دوست اور دشمن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمُصْطَفٰی اَمَّا بَعد:
قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :وَلَاتَتَّبِعُوْا الشَّیْطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ، صدق اللّٰہ العظیم.

حضرات گرامی، لائق صد احترام حاضرین جلسہ!

یہ تو ہم سب جانتے ہیں ابلیس ہمارا ازلی دشمن ہے، اسی نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوایا، قابیل کو ہابیل کے مارنے پر ابھارا، بڑے بڑے عابدوں زاہدوں کو بہکایا، سینکڑوں انسانوں کوشرک و بت پرستی میں پھنسایا، جو آج بھی امت مسلمہ کوطرح طرح کی برائیوں میں پھنسانے کی کوشش کرتا رہتا ہے،قرآن کی جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: اے لوگو! شیطان کی پیروی مت کرو؛ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے،آج کی اس مجلس میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ابلیس کے دوست و دشمن کون لوگ ہیں،کن کاموں سے ہم ابلیس لعین کے دوست بن جاتے ہیں اورکن کاموں سے ہم ابلیس کے دشمن بن سکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضورﷺ نے ابلیس لعین سے دریافت فرمایا: میری امت میں تیرے کتنے دوست ہیں،اس نے کہا دس قسم کےلوگ میرے دوست ہیں:

(۱) ظالم بادشاہ، جولوگوں پر ناحق ظلم کرے (۲) متکبر اور مغرور آدمی (۳) وہ مالدار شخص جو یہ پرواہ نہیں کرتا کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا (۴) وہ عالم جو مالداروں کی ان کے ظلم وستم پر تصدیق کرتا ہو، یعنی ان کے ظلم کو بھی جائز ٹھہرانے کی کوشش کرتا ہو (۵) خیانت کرنے والا تاجر (۶) غلہ کی ذخیرہ اندوزی کرنے والا، تاکہ بعد میں مہنگا کر کے بیچ سکے (۷) زنا کرنے والا (۸) سود کھانے والا (۹) وہ بخیل جو

حلال وحرام کی پرواہ کئے بغیر مال جمع کرتا رہتا ہو(۱۰) وہ شرابی جو شراب کا عادی ہو اور ہر وقت شراب کے نشہ میں چور رہتا ہو۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ابلیس لعین سے دریافت کیا: میری امت میں تیرے دشمن کتنے لوگ ہیں؟ اس نے کہا کہ بیس آدمی میرے دشمن ہیں:۔

(۱) میرا سب سے پہلا اور سب بڑا دشمن آپ ہیں، اے محمد (ﷺ) میں آپ کو اپنا سب سے خطرناک دشمن سمجھتا ہوں۔

(۲) عالم باعمل۔ (۳) حافظ قرآن۔ (۴) پنج وقتہ نمازوں میں اذان دینے والا مؤذن (۵) فقراء ومساکین اور یتیموں سے محبت رکھنے والا شخص (۶) مہربان اور رحمدل انسان (۷) حق کی خاطر تواضع اختیار کرنے والا مرد مؤمن۔

(۸) وہ صالح نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی طاعات وعبادات میں پرورش پائی اور اسی میں پروان چڑھا ہو۔ (۹) حلال کھانے والا شخص۔ (۱۰) وہ دو جوان جو آپس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت کرنے والا ہو۔

(۱۱) وہ نمازی جو باجماعت نماز کا شوقین ہو (۱۲) راتوں کی تنہائیوں میں جب کہ لوگ سورہے ہوں اٹھ کر نماز پڑھنے والا (۱۳) وہ پرہیزگار جو اپنے نفس کو حرام سے بچانے والا ہو (۱۴) خلق خدا کی خیرخواہی کرنے والا شخص (۱۵) ہمیشہ باوضو رہنے والا شخص (۱۶) سخاوت کرنے والا انسان (۱۷) اچھے اخلاق اور محبت سے پیش آنے والا آدمی (۱۸) ایسا آدمی جو ہر حال میں صرف خدا پر بھروسہ کرنے والا ہو (۱۹) بیوہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا شخص (۲۰) وہ شخص جو ہر وقت موت کی تیاری میں لگا رہتا ہو۔

حضرات! ان باتوں کی روشنی میں ہمیں اپنے کاموں کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم اپنے اعمال سے شیطان کے دوست بن رہے ہیں یا دشمن، اگر ہمارے اندر شیطان سے دوستی والا کوئی عمل ہو تو آج ہی توبہ کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان کے مکروفریب سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔: وما علینا الا البلاغ۔

اسلام میں عورتوں کا مقام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمُصْطَفٰی اَمّا بَعد:

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنّ بِالْمَعْرُوْفِ، صدق اللہ العظیم .

محترم حضرات اور میری ماؤں بہنوں!

آج سے چودہ سو سال پیچھے چلیں جائیں ؛جب لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا فخر کی بات سمجھی جاتی تھی ، جب عورتوں کو صرف عیش کا ایک سامان سمجھا جاتا تھا، جب عرب کا جاہل معاشرہ عورتوں کو صرف رنگ محفل سمجھتا تھا، جب ماؤں بہنوں کی عزت خاک میں ملائی جارہی تھی ، جب یورپ میں ابھی اس بات پر تحقیق جاری تھی کہ عورت بھی انسان ہوتی ہے یا نہیں، جب افلاطون جیسا فلسفی یہ کہہ رہا تھا کہ ہاں عورتوں میں بھی جان ہوتی ہے، جب بقراط جیسا دماغی یہ کہہ رہا تھا کہ عورتیں ایک پھندہ ہیں جو مردوں کو پھنسانے کے لئے بنایا گیا ہے،غرض یہ کہ دنیا کی کوئی شام ایسی نہ تھی جو عورتوں کی تذلیل کے پر ختم نہ ہوتی ہو اور کوئی ایسی صبح نہ تھی جو عورتوں کے لئے غم کا پیغام نہ لاتا ہو۔

ایسے خوفناک ماحول میں ایک نبی آتے ہیں،اسلام کا پیغام لاتے ہیں، کائنات کے لئے محبت کا پیغام لاتے ہیں، جو رحمت ہی رحمت تھے،شفقت ہی شفقت تھے، وہ اس ظالم معاشرے کے خلاف یک وتنہا کھڑے ہوجاتے ہیں اور پوری طاقت کے ساتھ اعلان کرتے ہیں ! لوگو! عورتوں پر ظلم وستم بند کرو، وہ بھی تمہاری طرح ایک انسان ہیں، اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْراً، لوگو! عورتوں کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو، وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنّ بِالْمَعْرُوْفِ،مردوں کی طرح ان عورتوں کے بھی کچھ حقوق ہیں۔

یہ آواز کیا آئی کہ ہر طرف کلیاں کھل اٹھیں، بہاروں پر بہار آ گئیں،آج معصوم کلیوں کو جینے کا حق مل گیا، ننھی گڑیا جنھیں دفن کرنا ایک فیشن تھا اب ایک گناہ سمجھا جانے

لگا، آپ نے عورتوں کے اتنے حقوق بیان کیئے کہ حجۃ الوداع سے لے کر اپنی وفات تک بھی اس کا بار بار تذکرہ فرماتے رہے، مردوں کو عورتوں کا محافظ بنا دیا، ان کے حقوق کا نگراں قرار دیا اور ایسے اصول بنائے کہ رہتی دنیا تک اس کی مثال نہیں لائی جاسکتی۔

چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق: عورت اگر ماں ہے تو فرمایا: اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ: جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہیں،

عورت اگر بیٹی ہے تو اسے والدین کے لئے جہنم سے بچنے کا ذریعہ بنا دیا۔

عورت اگر بہن ہے تو اسے بھائی کے لئے رحمت اور محبت بنا دیا۔

عورت اگر بیوی ہے تو اسے ایک طرف باعث سکون قرار دیا دوسری طرف فرمایا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔

عورت اگر عام مسلمان خاتون ہے تو اسے اسلامی بہن بنا دیا اور حکم دیا گیا کہ ان سے اپنی نظروں کو نیچے رکھا کرو۔

غرضیکہ اسلام نے عورتوں کو جو مقام و مرتبہ دیا ہے وہ کسی بھی مذہب میں نہیں ہے ، کسی دھرم میں نہیں ہے، جس کا تقاضا تھا کہ ہماری عورتیں اسلام کے قدموں پر نثار ہو جاتیں ، اسلام کے دیئے گئے رفعت و عزت پر قربان ہو جاتیں، مگر افسوس کے آج ہماری مائیں بہنیں اسلام کے ان عظیم احسانات کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے اسلام مخالف کام کر رہی ہیں، اسلام کے مقابلے مغرب کی الٹی تہذیب اور گندے کلچر کو زیادہ اہمیت دے رہی ہیں ، اور دن بدن اسلام کے بجائے آزادئ نسواں کے جھوٹے علمبرداروں کے چنگل میں پھنستی جارہی ہے۔

میں ان تمام ماؤں بہنوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بتاؤ! وہ تمام لوگ جو عورتوں کی آزادی کی بات کرتے ہیں، ہر کام میں ہر آفس میں ہر بزنس کی لائنوں میں عورتوں کی حصہ داری کی باتیں کرتے ہیں، پردے کو عورت کی آزادی کے خلاف سمجھتے ہیں، شوہر کی اطاعت کے ساتھ گھر میں رہنے کو قید خانہ سے تصور قرار دیتے ہیں، بچوں کی تربیت کے

لئے گھر میں رہنے کو ظلم گردانتے ہیں، آخران لوگوں نے عورتوں کے حقوق کے لئے کیا کام کیا ہے، آج جہیز کے نام پر عورتوں کو ماردیا جاتا ہے، ملک کے کونے کونے سے عصمت دری کی خبریں آرہی ہیں، پوری دنیا میں ہرایک منٹ میں دوعورتوں کی زبردستی عزت لوٹی جاتی ہے، سینکڑوں لڑکیوں کو ماں کے پیٹ میں ہی ماردیا جارہا ہے، آخر یہ آزادی کے دعوے دار، عورتوں کے حقوق کی جھوٹی لڑائی لڑنے والے ان معصوموں کو حق کیوں نہیں دلاتے، کوئی سخت قانون بنا کر ان ظالم درندوں کو کیفر کردار تک کیوں نہیں پہونچاتے، معصوم کلیوں کو مسلنے والے ان بھیڑیوں کو پھانسی پر کیوں نہیں لٹکاتے۔

میری بہنوں! حقیقت یہ ہے کہ ان نام نہاد آزادی کے دعویداروں کو عورتوں کی عزت و آزادی سے کوئی مطلب نہیں ہے، بلکہ ان کا مقصد تھا دنیا میں عریانیت پھیلانا جس میں وہ کامیاب ہوگئے، ان کا مقصد تھا عورت چراغ خانہ سے چراغ محفل بنے اور یہ مقصد بھی پورا ہوگیا، ان کا مقصد تھا ان کی تجارت چمکانا اور وہ بھی پورا ہوگیا، چنانچہ آج دیکھئے کہ ایک روپے کا معمولی سامان پر عورتوں کی آدھا جسم کھلا فوٹو چھاپا گیا ہے، اچھی چیز سے لے کر بری چیز میں عورتوں کے فوٹو چپکائے گئے ہیں، جس کا مقصد تھا کہ گراہک اس سامان کی طرف متوجہ ہوجائے، کیا ہماری عورتوں کی یہی عزت ہے، یہی آزادی ہے، اگراسی کا نام عزت ہے تو بتایئے ذلت کا معنی کیا ہوتا ہے، رسوائی کا مفہوم کیا ہوتا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اصل میں عورتوں کو حقیقی آزادی اسلام نے ہی دی ہے اور جس آزادی کا نام یہ دنیا والے بتاتے ہیں وہ آزادی نہیں، دھوکہ ہے فریب ہے، گندگی ہے اور ہمارے دین وایمان کے خلاف بھی ہے۔

اے عورت گھر کی زینت تو ۔۔۔ تو رحمت ہے، ہے برکت سے
تو سارے جہاں کی رونق ہے ۔۔۔ ہر فرد بشر کی عزت تو

لہذا میری بہنوں! اسلام کی عظمت سمجھو، اپنی قدر پہچانوں اور اسلام کے لئے اپنی جان نثار کرنے کا جذبہ پیدا کرو۔ وما علینا الا البلاغ۔

نبی کی رحمت سب کے لئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَ مَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمُصْطَفٰی،وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی ،اَمَّابَعْدُ:قالَ تعالیٰ: وَمَااَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ صدق اللّٰہ العظیم .

محترم علماء کرام حاضرین مجلس،معزز سامعین!

وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے جب پوری دنیا ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی ، اندھیروں کا راج تھا، اجالے سے نفرت تھی ،کفروشرک نے ہرطرف اپنے پنجے گاڑ دیا تھا، جہالت اپنے عروج تھی ، ضلالت وگمراہی کا دور دورہ تھا، ظلم وستم انتہا کو پہونچا ہوا تھا، کمزورو بےبس انسان انصاف کوترس رہا تھا، بیواؤں ؛ یتیموں ؛ بےکسوں اور ضعیفوں کو کوئی سہارا دینے والا نہ تھا، عورتوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جارہے تھے،لڑکیوں کو زندہ درگور کیا جارہا تھا ، ہرطرف خباثت ہی خباثت تھی ، اندھیرا ہی اندھیرا تھا ، ضلالت ہی ضلالت تھی ، انسانیت اپنی آخری سانسیں گن رہیں تھی اور شرم وحیا؛ محبت واخلاق اپنے جنزے پر ماتم کناں تھے۔

اچانک خدائے ذوالجلال کوانسانیت کی اس حالت زار پر رحم آ گیا ، رحمت الٰہی جوش میں آ گئی اور انسانیت کو اس بھنور سے نکالنے کا فیصلۂ آسمانی آ گیا ، چنانچہ اس ہولناک اور پرخطر ماحول میں ایک نبی کوختم نبوت کا تاج پہنا کر، کائنات کے لئے محبت کا نشان بنا کر، انسانیت کے لئے سراپا رحمت بنا کر، شرافت نجابت اور کمال وجمال میں یکتا بنا کر دنیا میں مبعوث کیا، وہ نبی کون تھے، وہ رسول کون تھے؟ وہ ہم سب کے پیارے آقا سیدالانبیا، امام المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

آپ آئے دنیا میں بہار آ گئی ، بہار کو قرار آ گیا، درٗ در بھٹکتی انسانیت کومنزل مل گئی

ظلم وستم کے دروازے بند ہوگئے، بے کسوں کو سہارا ملا، بیواؤں کو آسرا نصیب ہوا، یتیموں کے سر پر محبت کا ہاتھ رکھنے والا مل گیا، آپ نے ہر مظلوم کو اس کا حق دلایا، عورتوں کو ایک مقام بخشا، وہ عورت جو ظلم کی چکی میں پس رہی تھی نبی رحمت کے صدقے دنیا کی عظیم ہستی بن گئی، ماں؛ بیٹی؛ بہن اور بیوی کی شکل میں سب کے حقوق بیان کیئے، اخلاق سے عاری اور تہذیب وتمدن سے محروم انسانوں کو اعلیٰ کردار سکھلایا، کفر وشرک کے خلاف علم بغاوت بلند کی، بت پرستی کو ختم کیا، توحید کا پرچم لہرایا، غرضیکہ ہمارے پیارے آقا رحمت ہی رحمت تھے، شفقت ہی شفقت تھے اور محبت ہی محبت تھے۔

حضرات گرامی! ہمارے نبی کی رحمت کسی انسان کے لئے خاص نہ تھی، کسی مذہب کے مخصوص نہ تھی، بلکہ آپ تو پورے عالم کے لئے رحمت بن کر تھے، پوری انسانیت کے لئے شفقت بن کر آئے تھے، آپ کی رحمت اس قدر وسیع ہے جس میں پوری کائنات سمائی ہوئی ہے:

کیا کالے اور کیا گورے، کیا عرب اور کیا عجم
سب کے لئے رحمت بن کر آئے نبیٔ محترم

آج ہمیں یہ غلط فہمی ہوگئی ہے کہ نبی بس ہمارے ہیں، خاص ہمارے لئے ہیں، جس کا نتیجہ ہے کہ پوری دنیا ان کے پیغام سے محروم ہورہی ہے، آپ کا درسِ امن محدود ہورہا ہے، جب کہ آج بھی دنیا آپ کی رحمت کی پیاسی ہے اور ان کے اخلاق کی شیدائی ہے، بس ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم حضور ﷺ کے پیغام امن کو ایک ایک گھر اور ایک ایک فرد بشر تک پہونچائیں تاکہ یہ دنیا جو چودہ سال پچھلی تاریکی میں جارہی ہے ایک بار پھر سے ہدایت کی روشنی میں آجائے۔

زمانے سے اندھیرے کا صفایا کردیا جائے چلو نام محمد سے اجالا کردیا جائے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

قیامت کیا ہے

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ المبین وعلیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین امابعد :قال اللّٰہُ تعالیٰ ”اِذَازُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَھَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَھَا، صدق اللّٰہ العظیم .

ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے جس دن یہ دنیا تباہ و برباد ہوجائے گی، اس کا وجود ختم ہوجائے گا، ایک روز سارے لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے، دنیا معمول کے مطابق چل رہی ہوگی کہ اچانک صور پھونکا جائے گا، یہ ایک قسم کا زلزلہ ہوگا جس کے ساتھ ایک گرجدار اور خوفناک آواز آئے گی، اس کی ہیبت سے سینے پھٹ جائیں گے، آنکھیں پتھرا جائیں گی، جو جہاں ہوگا وہیں ختم ہوجائے گا، زمین دہل جائے گی، آسمان روئی کے گالوں کی طرح اڑتا پھرے گا، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے، سورج بے نور ہوجائے گا، ستارے گر پڑیں گے، سمندر میں بھونچال آجائے گا، مائیں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھول جائیں گی، دس ماہ کی حاملہ اونٹنی اپنا حمل ساقط کردے گی، اور تمام انسان و جاندار مرجائیں گے۔

دوستو! یہ قیامت کا دن ہوگا، جسے یوم آخرت اور یوم الجزاء بھی کہتے ہیں، جس دن ہر انسان کو اپنے کئے کا اچھا یا برا بدلہ ملے گا، دنیا میں جتنے پیغمبر آئے، جتنے رسول آئے ہر ایک نے اپنی اپنی قوم کو قیامت سے ڈرایا، قیامت کی تیاری کی تلقین فرمائی، کیوں کہ دنیا میں اس سے زیادہ سخت ترین اور کوئی سا دن نہیں ہوگا، اس دن کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوگا، اسرافیل نے منہ میں صور پکڑا ہوا ہے جب خدا کا حکم ہوگا صور پھونک دیا جائے گا۔

حضرات گرامی! قیامت آئے گی اور ضرور آئے گی لیکن کب آئے گی اس کا

صحیح وقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اتنا معلوم ہے کہ جمعہ کا دن ہوگا، محرم کی دسویں تاریخ ہوگی لیکن وہ سال کون سا ہوگا کوئی نہیں جانتا، البتہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی کچھ نشانیاں بیان فرمائی ہیں ان نشانیوں کو دیکھ کر قیامت کا قریب آجانا معلوم ہوسکتا ہے، ان نشانیوں میں سے چند یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: جب دنیا میں گناہ زیادہ ہونے لگیں، زنا عام ہوجائے، شراب کثرت سے پی جانے لگے، لوگ اپنے ماں باپ کی نافرمانیاں اوران پر سختیاں کرنے لگیں، امانت میں خیانت ہونے لگے، گانے بجانے ناچ رنگ کی زیادتی ہوجائے، پچھلے لوگ پہلے بزرگوں کو بُرا کہنے لگیں، بے علم اور کم علم لوگ پیشوا بن جائیں، چرواہے وغیرہ کم درجے کے لوگ بڑی اونچی اونچی عمارتیں بنانے لگیں، نا قابل لوگوں کو بڑے بڑے عہدے ملنے لگیں تو سمجھو قیامت قریب آگئی ہے۔

محترم بزرگو! ان نشانیوں کی روشنی میں دیکھا جائے تو لگتا ہے اب قیامت بہت قریب ہے، کچھ نہیں معلوم کہ کب کیا ہوگا، پس عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم قیامت سے پہلے اس کی تیاری کرلیں، اپنی آخرت کو سنوارنے کے کام پورا کرلیں ورنہ ہم اس وقت پچھتائیں گے جب کہ ہمارا پچھتانا کسی کام کا نہیں ہوگا، جس دن حسرت وافسوس کے سوا کچھ نہیں ہوگا اور ندامت وشرمندگی سے ہمارے سر جھکے ہوئے ہوں گے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو یوم آخرت کی صحیح تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ

سنت و بدعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَ مَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمُصْطَفٰی،وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْمُجْتَبٰی ،اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : کُلُّ بِدْعَۃٌ ضَلَالَۃٌ وَ کُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ.

اسٹیج پر رونق افروز محترم بزرگو دوستو اور بھائیو!

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی شکل میں ایک خوبصورت دین عطا کیا ہے جسے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے کامل ومکمل فرمادیا ہے،اب اس دین میں کسی بھی طرح کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے،انسانی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا باقی نہیں ہے جس پر اسلام نے رہنمائی نہ کی ہو،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیناً :لہذا اب اسلام کے بعد کسی جدید روشنی کی ضرورت بالکل باقی نہیں ہے،اب جو کچھ بھی ہوگا وہ قرآن کے حکم کے مطابق ہوگا یا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہوگا، قرآن کریم نے جگہ جگہ سنت پر چلنے اور آنخضرت ﷺ کی اتباع کا حکم دیا ہے، حضور کی پیروی کے برخلاف جو عمل بھی ہوگا وہ باطل ومردود ہوگا، یہی وجہ ہے کہ ہر وہ کام جو شریعت میں نہیں ہے مگر کوئی اسے شریعت بتلاتا ہے، یا اس کام کو دین سمجھ کر کرتا ہے وہ بدعت ہے، وہ گمراہی ہے، وہ دین سے بغاوت ہے، وہ سنت رسول کی مخالفت ہے جسے ہرگز قبول نہیں کیا جاسکتا۔

حضرات گرامی: قرآن کریم سنت کی اتباع کرنے پر زور دیتے ہوئے کہتا ہے:
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ:اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم

اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہوتو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔

ایک جگہ فرمایا: وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (مائدہ:۹۲) اللہ کی اطاعت کرواوراس کے رسول کی اطاعت کرو۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَاتَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَ سُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ: میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رہوگے کبھی گمراہ نہیں ہوگے، ایک کتاب اللہ یعنی قرآن مجید اور دوسری میری سنت، (مشکوٰۃ:۱۷۶ بحوالہ مؤطا امام مالک)۔

ایک حدیث میں سنت پر چلنے کا ثواب ذکر فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا: مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِأَۃِ شَھِیْدٍ: جوشخص بھی میری امت کے بگاڑ کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامے گا تو اس کے لئے سوشہیدوں کا ثواب ہے، (مشکوٰۃ:۱۶۶ بحوالہ بیہقی)۔

حضرات! اس کے برخلاف جب کوئی قوم سنت کے بجائے بدعت کو اختیار کرتی ہے، حضور کے طریقے کے مقابلے کوئی نیا طریقہ ایجاد کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم سے ہمیشہ کے لئے سنت کی برکت اٹھالیتے ہیں، آپ نے فرمایا: مَاابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَۃً فِیْ دِیْنِھِمْ اِلَّا نَزَعَ اللّٰہُ مِنْ سُنَّتِھِمْ مِثْلَھَا ثُمَّ لَایُعِیْدُھَا اِلَیْھِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ: یعنی جب کوئی اپنے دین میں کوئی نئی بات نکال لیتی ہے تو اسی جیسی ایک سنت کو اللہ تعالیٰ اٹھالیتا ہے جو قیامت تک واپس نہیں ہوتی، (مشکوٰۃ:۱۷۷، دارمی)۔

محترم بزرگو! بدعت کیا ہے ہر وہ ایسی چیز جو دین میں نہ ہواوراسے دین سمجھ کر کیا جائے، یا دین میں کسی چیز کا اپنی جانب سے اضافہ کردیا جائے، بدعت دراصل خدا و رسول سے بغاوت کا نام ہے، یہ اس بات کا اعلان ہے کہ گویا نعوذ باللہ خدا اور رسول نے

دین کو مکمل نہیں کیا تھا جسے یہ بدعتی اپنی نئی بدعت کے ذریعے مکمل کر رہا ہے۔

بدعت ایسا گناہ ہے جسے دین سمجھنے کی وجہ سے توبہ کی بھی توفیق نہیں ملتی، یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ قیامت کے دن جب سارے لوگ حوض کوثر پر حضور ﷺ کے ہاتھوں سے جام کوثر پینے جائیں گے، پیاسوں کی صف میں یہ بدعتی بھی ہوں گے جنھوں نے حضور کے دین میں اضافہ کیا تھا فرشتے انھیں دور ہی سے روک لیں گے، حضور فرمائیں گے انھیں چھوڑ دو یہ میری امتی ہیں، فرشتے عرض کریں گے یا رسول آپ کو معلوم نہیں یہ کون لوگ ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے آپ کے بعد دین میں نئی نئی باتیں ایجاد کی تھیں، یہ سن کر حضور علیہ السلام بھی فرمائیں انھیں دور لے جاؤ انھیں دور لے جاؤ، ذرا سوچئے اس وقت بدعتی کی کس قدر توہین ہوگی، کتنا ذلت آمیز منظر ہوگا جب حضور کے دامن رحمت سے بھی دھتکار دیا جائے گا۔

حضرات! آج ہمارے ماحول پر نظر ڈالئے وہ کونسا ایسا کام ہے جس میں ایک بدعت شامل نہیں ہے، وہ کونسا مہینہ ہے جس میں بدعت پسندوں نے نئی چیزیں نہ ایجاد کرلی ہوں، بھلا وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے جو حضور کے طریقے کے خلاف اپنا طریقہ بنائے، آپ کی سنت کے مقابلے ایجاد کرے۔

لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم بدعت سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں اور جہاں تک ہو سکے سنت کی اتباع کریں۔

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

وما علینا الا البلاغ

مصطفیٰ مصطفیٰ گنگنائیں ہم

از: محمد سالم انظر قاسمی

مصطفیٰ مصطفیٰ گنگنائیں گے ہم
ان کی یادوں میں آنسو بہائیں گے ہم
گر مقدر سے طیبہ جو جانا ہوا
ان کی چوکھٹ سے واپس نہ آئیں گے ہم
نام کے ان کی خوشبو ہے چاروں طرف
ہر جگہ ان کی برکت ہی پائیں گے ہم
بخشوائیں گے محشر میں آقا ضرور
ان کے آگے جو دامن پساریں گے ہم
خاک طیبہ ملے ہونٹ سے چوم کر
اپنی آنکھوں کا سرمہ بنائیں گے ہم
ان کی عظمت پہ لاکھوں درود وسلام
ان کی الفت کو دل میں بسائیں گے ہم
کیسی حالت ہوئی آپ کی یاد میں
در پہ اپنے بلالو دکھائیں گے ہم
آج انظرؔ ہے آقا کی الفت میں گم
آؤ آقا کی باتیں سنائیں گے ہم

☆☆☆

مصنف کی دیگر شاہکار کتابیں

(۱) دعا کے فضائل وآداب مع قرآنی دعائیں: اردو میں دعا کے مسائل وآداب پر سب سے مبسوط اور جامع کتاب۔

(۲) عقائد اہل السنۃ والجماعۃ: حوالہ جات سے مزین عقائد کے اوپر بہت آسان اور عام فہم کتاب۔

(۳) روزہ ورمضان، فضائل واحکام: عام فہم اور آسان انداز میں رمضان کے مسائل۔

(۴) قربانی وعقیقہ کے فضائل ومسائل: جدید وقدیم مسائل کا آسان مجموعہ۔

(۵) بچوں کی پیاری تقریریں: مدارس و مکاتب کے چھوٹے بچوں کے لیے عقائد وعبادات، اخلاقیات و معاشرت پر مشتمل آسان تقریروں کا خوبصورت گلدستہ۔

(۶) گلدستہ: مدارس ومکاتب اور سمر کیمپ کے طلبہ کے لیے چہل آیات واحادیث، نماز، روزے، اسلامی آداب وغیرہ پر مشتمل شاندار کتاب۔

(۷) نغماتِ بے مثال: نعتوں کا خوبصورت مجموعہ، آخر میں کلامِ انظرؔ کے نام سے احقر کی حسین نعتوں کا گلدستہ۔

(۸) قادیانی مسلمان کیوں نہیں؟: قادیانیوں کے کفر کی پندرہ اہم وجوہات خود انھی کی کتابوں کے مضبوط حوالوں کے ساتھ، ایسے دلائل سے مزین کہ پڑھنے کے بعد قادیانیوں کے کفر میں کوئی شک باقی نہ رہے۔

(۹) اسلام اور فتنۂ قادیانیت: ردّ مرزائیت پر مختصر اور اہم کتاب۔

(۱۰) قادیانیوں کے کفر وزندقہ پر علمائے دیوبند کا متفقہ فتویٰ: اکابر علمائے دیوبند کا سب سے مشہور اور پرانا فتویٰ نئی ترتیب وتحشیہ اور حوالوں کے ساتھ۔

(۱۱) قادیانیت: فتنۂ قادیانیت کی حقیقت واصلیت اور انھی کتابوں کی کتابوں کے حوالے سے قادیانیت کا ردّ۔

(۱۲) قرآنی معلومات: سوال وجواب کی روشنی میں قرآن مجید کی عجیب وغریب معلومات۔

قاسمی شفاخانہ چنگیری، ضلع داونگیرے، کرناٹک

مایوس مریضوں کے لیے امید کی کرن، ہر قسم کے جسمانی امراض، مرد وعورت کی پوشیدہ بیماریاں جیسے نامردی، لیکوریا (سفید پانی کا آنا) ماہواری کی تکلیف، بے اولادی، گردے ومثانہ کی پتھری، بواسیر، گیس، جلن، منہ پر کیل، مہاسے، داغ، سردرد، نزلہ، زکام، کھانسی، بخار، کمر وجوڑوں کا درد، بالوں کا گرنا، شراب وگٹکا وسگریٹ چھڑانے وغیرہ کا بہترین علاج کیا جاتا ہے۔ نیز یونانی وآیورویدک دوائیں بھی دستیاب ہیں۔ وقت: صبح نو بجے سے رات نو بجے تک، شام کو عصر سے مغرب تک اور جمعہ کو بند رہتا ہے۔

9739721048